پیشرس

عمران سیریز کا اکتیسواں ناول "چالیس ایک باون" حاضر ہے! لیکن یہ کہاں تک کہا جائے کہ آپ اسے بھی عمران کے دوسرے ناولوں سے بالکل مختلف پائیں گے۔ یکسانیت ہو تو آپ پڑھیں ہی کیوں۔ میرے ناولوں کے منتظر کیوں رہیں۔

اس بار عمران صاحب آپ کو ایک ماہر نفسیات کے روپ میں نظر آئیں گے لیکن یہ روپ جیسا ہوگا آپ دیکھ ہی لیں گے۔ لڑکیوں کو دھمکانے کے لئے پتھر تلاش کرتے ہیں! کبھی لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میری دم تو نہیں ہل رہی! فرماتے ہیں کہ میں لاشعور کو "بطل الشعور" کہتا ہوں! بھلا کیوں کہتے ہیں۔ آپ کے فرشتے بھی ان سے اس کی وجہ نہ معلوم کر سکیں گے! بس موج ہے قلندر کی۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عمران فریدی کے مقابلے میں ہلکا معلوم ہوتا ہے! کہتے ہیں مگر اس کے باوجود بھی عمران کو پڑھتے ضرور ہیں! پوچھتا ہوں بھئی کہ اگر عمران بھی فریدی ہی کی طرح سنجیدہ اور ٹھوس ہو جائے تو پھر دونوں کی کہانیوں میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔ اگر عمران سیریز کے ناولوں کا انداز بھی فریدی ہی کے ناولوں کا سا ہونے لگے تو پھر مجھے قلم ہی ہاتھ سے رکھ دینا پڑے گا! یقین جانئے کہ اگر کبھی دونوں سلسلوں میں کسی قسم کی مماثلت ہوئی تو وہ خوبی نہیں بلکہ ایک بہت بڑی کمزوری ہو گی۔

ابن صفی

۱۰ / اگست ۱۹۵۸ء

---

* * *

ان دنوں کوئی کام نہیں تھا.... اس لئے عمران صبح سے تان پورا اٹھا لیتا اور پکے گانوں کی مشق شروع ہو جاتی کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے بیک وقت کئی بکرے "ہجر" کی شکایت کر رہے ہوں اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے کتوں کے "دار العوام" میں کسی اختلافی مسئلے پر بحث چھڑ گئی ہو.... سلیمان کانوں میں انگلیاں دیئے بیٹھا رہتا! لیکن کبھی کبھی کانوں سے انگلیاں نکال کر عمران کو اطلاع دینی پڑتی کہ فون پر کوئی رنگ کر رہا ہے۔! اس وقت بھی یہی ہوا تھا.... اور عمران اس طرح آنکھیں نکالے سلیمان کو گھور رہا تھا جیسے پھاڑ ہی کھائے گا۔!

"ابے اس وقت ہم سنگیت کی چوٹی پر بیٹھے مٹر پلاؤ کھا رہے تھے.... سلیمان کے بچے!" اس نے دفعتاً مغموم لہجے میں کہا۔! "ہمیں ڈر ہے کہ ہم کہیں پاگل نہ ہو جائیں۔!"

"سرکار.... دیر سے گھنٹی بج رہی ہے....!"

"محکمہ ٹیلی فون کو اطلاع دو ہمیں بغیر گھنٹی کا انسٹرومنٹ چاہئے.... ہم اسے کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے.... تجھے کیا معلوم کہ ہمارے سینے میں آگ سلگ رہی ہے.... ہمیں اپنے دادا جان کی موت کا انتقام لینا ہے....!"

تان پورا رکھ کر وہ میز کے قریب آیا.... ریسیور اٹھایا.... دوسری طرف کیپٹن فیاض تھا۔ لیکن وہ عمران کی آواز نہیں پہچان سکا تھا۔ کیونکہ وہ "ہلو" کہتے وقت بھی شائد "کھرچ" بھر گیا تھا۔

"کون ہے....؟ دوسری طرف سے آواز آئی....!

"بیجو باورا....!" عمران نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔!

"تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے....!"

”میں اپنی آواز میں درد پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں سوپر فیاض....!“

”یعنی بالکل بیکار ہو آج کل....!“

”کیا مطلب.... نہیں میں ریاض کر رہا ہوں.... تم بہت جلد مجھے ملک کا سب سے بڑا گلوکار ذکار وغیرہ وغیرہ دیکھو گے....! وغیرہ وغیرہ.... مجھے دراصل لتا منگیشکر سے اپنے دادا جان کی موت کا انتقام لینا ہے۔!“

”کیا بکواس چھیڑ دی ہے۔!“

”میں غلط نہیں کہہ رہا سوپر فیاض.... دادا جان مرحوم لتا منگیشکر کے ریکارڈ سُن سُن کر سر دھنا کرتے تھے.... ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ وہ صرف گردن دھن رہے ہیں۔! سر غائب تھا.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بتایا کہ سر اس قدر دھنا گیا تھا کہ گھستے گھستے غائب ہو گیا..... اب میں نے لتا سے انتقام لینے کی ٹھان لی ہے۔!“

فیاض فون میں ہنستا رہا اور عمران کہتا رہا.... ”مسٹر چرچل سے میں نے مشورہ لیا تھا کہنے لگے جنگ کو جنگ سے ختم کرو.... لوہے کو لوہے سے کاٹو اور اگر کسی گلوکار سے انتقام لینا ہو تو گا گا کر اُسے اتنا بور کرو کہ وہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ لے....! مگر انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اپنی آواز میں درد پیدا کرو.... میں سلیمان کے بچے سے کہتا ہوں کہ اگر وہ زہر کھا کر مر جائے تو نہ صرف میری آواز بلکہ پیٹ میں بھی درد پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ کم بخت نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر معدے کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ وہ اس کے علاوہ بھی کچھ اور برداشت کر سکے....!“

”یہ بکواس کب بند ہوگی....!“ فیاض نے کہا۔

”اب میں تمہیں گوجری توری سناؤں گا اور تم ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتے ہوئے یہاں پہنچ جاؤ گے.... پھر میں تمہارے ہاتھوں میں بھی ایک تانپورا تھما دوں گا۔!“

”یار.... مت بور کرو.... میں جانتا ہوں کہ تم نے ابھی حال ہی میں بیجو باورا دیکھی ہے۔!“

”نہ دیکھتا تو اچھا تھا سوپر فیاض....“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔! ”جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ کسی سینما ہال کا رخ کرتا ہے۔ یار کیا بتاؤں پچھلی رات خواب دیکھا جیسے ایک طرف میاں تان سین تشریف فرما ہیں اور دوسری طرف شری بیجو باورا.... دونوں بندوقیں ہلا رہے ہیں.... نہیں شائد.... آں.... ہاں!.... تانپورے ہلا رہے تھے۔ اکبر بادشاہ بھی تشریف رکھتے تھے۔

اچانک انہوں نے فرمایا.... یوں نہیں.... ٹھہرو.... پھر تالی بجائی اور ایک آدمی ہاتھوں پر ایک بڑا سا کدو اٹھائے ہوئے حاضر ہوا.... بادشاہ نے اشارہ کیا اور کدو میز پر رکھ دیا گیا۔ پھر جہاں پناہ نے فرمایا.... یوں نہیں.... تم دونوں گاؤ.... جس نے اس کدو کو دنبہ بنا دیا وہی سب سے بڑا گائیک قرار پائے گا....! بس سوپر فیاض اس سے آگے خواب دیکھنے کی ہمت نہ پڑ سکی کیونکہ دونوں کے تیوروں سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ دمبہ بنانا تو کیا وہ اُسے ذبح کر کے بھی پھینک دیں گے۔ مگر میں کیا کروں میری سمجھ میں نہیں آتا.... دیپک راگ کے لئے تو کہا جاتا ہے کہ اُسے چڑیاں اڑا لے گئی تھیں۔ یہی حال میگھ ملہار کا بھی ہوا تھا.... اب کیا میں بیٹھ کر تانپورا چباؤں یا کدوں چھیلوں.... میرے لئے کیا بچا ہے.... اکبر بادشاہ کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ سارے راگوں کا تیاپانچہ اپنے سامنے ہی کرا جائیں اور ہم لوگوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہے.... ویسے اگر تم سننا ہی چاہتے ہو تو میں اس وقت تمہیں بی.... پی شاہ کی ٹافی کھلا سکتا ہوں۔!“

”یار اب ختم بھی کرو.... میں جانتا ہوں کہ تم آج کل بہت شدت سے بوریت محسوس کر رہے ہو.... اسی لئے میں نے اس وقت تمہیں فون کیا تھا کہ بوریت رفع کرنے کا ایک بہترین نسخہ ہاتھ آیا ہے۔!“

”اگر تم خود بھی اسی نسخے کا ایک جزو نہ ہو تو ضرور بتاؤ....!“

”میرے بغیر کیسے کام چلے گا....!“ فیاض بہت خوش معلوم ہو رہا تھا۔!

”خیر....!“

”شکوہ آباد کیسی جگہ ہے....!“ فیاض نے پوچھا۔

”شکوہ آباد پہنچنے پر ہی کچھ کہا جا سکتا ہے.... اس وقت بور کرنے کا مطلب بیان کرو....!“

”شکوہ آباد میں میرے بعض دوست کسی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں اور ان سے تعلق رکھنے والی ایک محترمہ مجھے ساتھ لے جانے کے لئے آئی ہیں۔“

”اُن سے انتقام لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے سوپر فیاض کہ تم انہیں میرے پاس چھوڑ کر تنہا شکوہ آباد چلے جاؤ....!“

”میں انہیں وہیں لاتا ہوں مگر تم ذرا آدمیت سے پیش آنا!“ فیاض نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن جب فیاض اُن محترمہ کے ساتھ فلیٹ میں داخل ہوا تو عمران دروازہ کی طرف پشت

لئے بیٹھا.....!" ہٹو چھیڑو نہ کنہائی" کی نہ صرف تکرار کر رہا تھا بلکہ اسی طرح لچکتا بھی جا رہا تھا جیسے حقیقتاً..... کوئی اسے چھیڑ رہا ہو..... داہنا ہاتھ تان پورے پر تھا اور بائیں سے بھاؤ بھی بتاتا جا رہا تھا..... کوئی نہیں کہہ سکتا تھا وہ ایک مشاق گویا نہیں ہے۔ دروازہ چونکہ کھلا ہی تھا اس لئے فیاض نے دستک دینے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ عمران تو اس وقت چونکا تھا جب اس نے آواز کے ساتھ دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تھی۔!

وہ تانپورا فرش ہی پر چھوڑ کر اٹھ گیا.....!

"اوہ... کپتان صاحب... آیئے آیئے.... تشریف رکھئے.... تشریف.... یعنی کہ.....!"

وہ اس عورت کی طرف دیکھنے لگا جو فیاض کے ساتھ تھی..... گو وہ شلوار اور فراک ہی میں تھی لیکن دیسی نہیں معلوم ہوتی تھی..... عمر بیس اور پچیس کے درمیان رہی ہو گی..... اخروٹ کی رنگت کے بال تراشیدہ اور گھونگریالے تھے..... آنکھیں ایسی ہی تھیں کہ انہیں پرکشش کہا جا سکتا تھا..... بحیثیت مجموعی وہ ایک قبول صورت اور پرکشش عورت تھی..... لیکن عمران اس کی قومیت کا اندازہ نہ کر سکا۔!

"آپ ہیں بیگم فہمی.....!" فیاض نے انگریزی میں تعارف کرایا۔!

"اور آپ مسٹر علی عمران ابنارمل سائیکولوجی کے ماہر.....!"

"بڑی خوشی ہوئی۔!" عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی تھی بالکل اسی قسم کی حماقت جیسے چھوٹتے ہی کہہ بیٹھے گا۔ "اجی یہ تو ان کی عزت افزائی ہے! ورنہ خاکسار کسی یتیم خانے کے منیجر کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔!"

لیکن فیاض نے اطمینان کی سانس لی تھی۔ کیونکہ چہرے پر حماقت طاری ہونے کے باوجود بھی عمران احمقانہ حرکات کے موڈ میں نہیں تھا۔!

"یہ میرے ایک دوست کے چھوٹے بھائی مسٹر فہمی کی بیوی ہیں.....!" فیاض نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا! اگر وہ مسٹر فہمی کے بجائے کسی غلط فہمی کی بیوی ہوتی تب بھی اسکا کیا بگڑتا۔!

"مسٹر فہمی کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے!" فیاض نے کہا اور خاموش ہو کر پلکیں جھپکانے لگا۔

"میرے دوست مسٹر عدیل چاہتے ہیں کہ میں ایک ماہر امراض دماغ کے ساتھ آج ہی شکوہ آباد کی طرف روانہ ہو جاؤں.....!"

عمران سمجھ گیا کہ فیاض اس وقت پوری بات نہیں بتانا چاہتا لیکن ہو سکتا ہے یہ کیس اس کی دلچسپی کا باعث بن ہی سکے..... اس لئے وہ سنجیدگی سے اس کی بات سنتا رہا۔

فیاض کہہ رہا تھا۔ "میری نظر صرف تم پر ہی پڑی ہے اور میں تم سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ چلو..... مسٹر عدیل سے میرے تعلقات بہت پرانے ہیں اور میں مسٹر فہمی کو بھی پسند کرتا ہوں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ میں پورے خاندان ہی سے مانوس ہوں۔ البتہ مسز فہمی مجھے نہیں جانتیں۔ ان کی شادی دو سال پہلے ہوئی تھی۔! اس وقت سے اب تک شکوہ آباد جانے کا اتفاق نہیں ہوا..... بہر حال میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے کسی کام آسکوں.....!"

"قدرتی بات ہے کپتان صاحب.....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "میں یقیناً آپ کے ساتھ چلوں گا.....! مسٹر فہمی کی عمر کیا ہے۔!"

"یہی کوئی..... تیس..... نہیں غالباً پینتیس کے لگ بھگ ہوں گے.....!" فیاض نے کہا اور مسز فہمی کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے صحیح عمر معلوم کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔!

"آپ کا اندازہ درست ہے.....!" عورت نے کہا! اور سر جھکا لیا۔ وہ بہت پریشان نظر آ رہی تھی۔! عمران نے محسوس کیا کہ اس کی آواز میں بھی ہلکی سی لرزش پائی جاتی ہے۔ پتہ نہیں وہ ہمیشہ اسی طرح بولتی تھی یا وقتی طور پر صرف موضوع گفتگو اس کی آواز پر اثر انداز ہوا تھا..... عمران نے اپنے چہرے پر غور و فکر کی ساری سلامتیں طاری کیں اور سر ہلاتا ہوا آہستہ سے بولا "میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے کبھی مسٹر فہمی پر اس قسم کا دورہ نہیں پڑا۔!"

"نہیں بھئی.....!" فیاض نے کہا۔! "کبھی نہیں.....!"

"ذہنی فتور کی علامات کب ظاہر ہوئی تھیں.....!"

"شائد پندرہ دن گزرے.....!" فیاض ہی بولتا رہا.....! مسز فہمی خاموش تھی۔

"اور اب کیا کیفیت ہے.....!"

"بالکل.....!" فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔! "یعنی کہ میرا خیال ہے کہ اب وہ کسی وقت بھی ہوش کی باتیں نہیں کرتے..... کیوں مسز فہمی.....!"

"جی نہیں.....!" عورت نے مضمحل آواز میں جواب دیا۔!

"انہوں نے ذہنی توازن کھو بیٹھنے سے پہلے چولائی کا ساگ اور بیسنی روٹی تو نہیں کھائی

تھی....!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا اور وہ اس طرح چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی جیسے اس نے لاطینی زبان میں گفتگو شروع کر دی ہو....!

فیاض نے کھنکار کر پہلو بدلا! شائد وہ بھی عمران کے اس بے تکے سوال پر بدک جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔ !

"میں نہیں سمجھی....!" مسز فہمی نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا "کن چیزوں کے کھانے کے متعلق پوچھا ہے آپ نے.... میں نے اپنے گھر میں یہ نام کبھی نہیں سنے....!"

"اوہ....!" فیاض نے عمران سے کہا۔ !"مسز فہمی ایرانی ہیں۔ دیسی کھانوں کے متعلق ان کی معلومات محدود ہیں۔ !"

"اچھا.... اچھا....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا....! "غالباً اس نے یہ بے تکا سوال اسی لئے کیا تھا کہ مسز فہمی کی قومیت معلوم ہو سکے....!"

"بکواس زیادہ کرتے ہیں یا خاموشی سے کاٹنے دوڑتے ہیں۔ !" عمران نے پوچھا۔

مسز فہمی کے چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جیسے اُسے سوال کرنے کے اس بے دردانہ انداز سے تکلیف پہنچی ہو.... عمران جو غور سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا فوراً ہی مسکرا کر بولا!

"آپ میرے اس سوال سے کوئی بُرا اثر نہ لیجئے گا.... ہم ماہرین نفسیات اکثر ایسے ہی گدھے پن کے سوالات کیا کرتے ہیں.... میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں آپ ہی اس پاگل پن کی وجہ تو نہیں ہیں۔ !"

"خدا گواہ ہے کہ آپ کی ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ !" مسز فہمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ !

"اب دیکھئے! میں نے بڑے بے تکے انداز میں آپ سے ان کے پاگل پن کی علامات کے بارے میں پوچھا تھا.... اس انداز نے آپ کو تکلیف پہنچائی آپ کے چہرے سے ظاہر ہو گیا اور میں نے اندازہ کر لیا کہ آپ نہ صرف اپنے شوہر کی عزت کرتی ہیں بلکہ آپ کو ان سے محبت بھی ہے لہٰذا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ ان کے پاگل پن کی وجہ نہیں ہو سکتیں....!"

مسز فہمی نے پھر فیاض کی طرف دیکھا اور فیاض جلدی سے بول پڑا "ٹھیک ہے۔ !"

"پاگل پن کی وجہ معلوم کئے بغیر علاج کیسے کروں گا....!" عمران نے کہا! "وجہ خود مریض

سے نہیں معلوم کی جا سکتی.... کیونکہ وہ صحیح الدماغ نہیں ہے.... لے دے کر وہ لوگ رہ جاتے ہیں جن کے درمیان وہ رہتا ہے.... لیکن اگر میں آپ سے براہِ راست یہ سوال کر بیٹھتا کہ آپ کو اپنے شوہر سے محبت ہے یا نہیں تو آپ مجھے بالکل اُلو کا پٹھا سمجھ کر ہنس دیتیں یا شرما کر سر جھکا لیتیں.... میں اس سے بھلا کیا اندازہ کر سکتا....!"

"میں کیا بتا سکتی ہوں....!" مسز فہمی نے فیاض کی طرف دیکھ کر بے بسی سے کہا۔ !

"یہی نہیں مسز فہمی.... ماہر کا طریق کار بالکل الگ ہوتا ہے....!" فیاض نے کہا۔ "میرے دوست مسٹر علی عمران کا طریق کار عجیب و غریب ہے... بعض اوقات یہ خود ہی آپ کو پاگل نظر آئیں گے اتنے پاگل کہ آپ انہیں پاگل خانے تک بھجوا دینے کے متعلق سوچ بیٹھیں گی۔ !"

"اوہ....!" عمران نے پہلی بار اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھی....!

"ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کے گھر والوں کے لئے فہمی صاحب سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہو جائیں....!" فیاض نے مسکرا کر کہا۔ !

"آپ جانئے....! بھائی صاحب نے بڑے اعتماد کے ساتھ آپ کے پاس بھیجا تھا۔ !" مسز فہمی نے کہا۔ !

"آپ اس کی بالکل فکر نہ کیجئے.... اپنی دانست میں.... میں نے غلط آدمی کا انتخاب نہیں کیا.... پھر یہ گفتگو یہیں ختم ہو گئی تھی۔ !"

* * *

دوسرے دن وہ شکوہ آباد میں تھے....! فیاض کا دوست عدیل شکوہ آباد کے سر بر آوردہ لوگوں میں سے تھا.... فہمی اس کا چھوٹا بھائی تھا.... جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ مرض بھی زیادہ پرانا نہیں تھا۔ پندرہ روز پہلے اچانک اس پر پاگل پن کا دورہ پڑا تھا اور اس کے بعد سے اب تک ایک منٹ کے لئے بھی اس نے صحیح الدماغوں کی سی باتیں نہیں کی تھیں۔ !

پورا خاندان ایک ہی عمارت میں رہتا تھا....! عدیل فہمی اور شکیل تین بھائی تھے۔ شکیل سب سے چھوٹا تھا جس کی عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال رہی ہو گی۔ ! فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد سے اب تک بیکار تھا۔ !

شکوہ آباد میں عدیل کے دو سینما ہال تھے جن سے معقول آمدنی ہوتی تھی۔ ایک منرل واٹر

فیکٹری بھی تھی... فہمی انجینئر تھا اور ایک بہت بڑی ورکشاپ کا بلا شرکت غیرے مالک تھا۔!“

مگر کیا عمران یہاں اسی لئے لایا گیا تھا کہ اس کے پاگل پن کی وجہ دریافت کرے....؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہو سکتا ہے تو پھر فیاض کی ذہنی حالت پر بھی شبہ کرنا پڑے گا۔!

عمران نے بھی ابھی تک فیاض سے کچھ نہیں پوچھا تھا.... پوچھنے کا موقع ملا ہوتا تو ضرور پوچھتا! فیاض مسز فہمی کے ساتھ اس کے فلیٹ میں پہنچا تھا اور اسے اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کر کے کہا تھا کہ اس کی کار نیچے موجود ہے۔ عمران کو جو سامان ساتھ لے جانا ہو اکٹھا کرا کے نیچے بھجوا دے.... عمران نے اس جلد بازی پر احتجاج بھی نہیں کیا تھا۔!

پھر راستے بھر مسز فہمی بھی ساتھ رہی تھی.... لہٰذا عمران کھل کر گفتگو نہیں کر سکا تھا بلکہ اس نے تو بالکل خاموشی ہی اختیار کر لی تھی.... فیاض بھلا کیوں چھیڑتا وہ تو چاہتا ہی تھا کہ اگر عمران زیادہ بکواس نہ کرے تو بہتر ہے۔!

شکوہ آباد پہنچنے پر بھی عمران کو موقع نہ مل سکا کیونکہ عدیل کیپٹن فیاض کو اپنے ساتھ لے گیا۔

”مم... میں... مریض کو دیکھنا چاہتا ہوں.... مسز وہمی....!“ عمران نہ جانے کیوں ہکلایا۔

”وہمی نہیں.... فہمی....!“ اس نے تصحیح کی....!

”او... ہاں... معاف کیجئے...! بعض اوقات ایک ہی قسم کے نام اسی طرح ٹکراتے ہیں۔!“

”یا شائد....!“ وہ مسکرائی ”اس میں بھی کوئی راز ہو....!“

”نہیں.... نہیں....!“ عمران جھٹکوں کے ساتھ سر ہلاتا ہوا بولا۔!“ میں ناموں کے معاملے میں عموماً چکرا جاتا ہوں۔! مثلاً.... مرفی ہے.... مرفی کارڈیو آتا ہے نا! اب یہ مرفی مجھے... جلیبی یا قلاقند بھی یاد آ سکتا ہے....! اس کی وجہ یہ ہے کہ مرفی کے ہم وزن ہمارے یہاں ایک مٹھائی بھی پائی جاتی ہے جسے برفی کہتے ہیں ویسے کیا مریض کو مٹھائیوں سے بھی رغبت ہے۔“

”نکل آئی نا کام کی بات....!“

”اب نکل ہی آئی تو میں کیا کروں....!“ عمران نے یتیموں کی سی شکل بنا کر کہا۔!

”جی نہیں....! انہیں مٹھائیوں سے کبھی رغبت نہیں رہی البتہ سیخ کے کباب بہت پسند کرتے ہیں۔!“

”سیخ کے کباب!“ عمران یک بیک اچھل پڑا۔ اسکی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل گئی تھیں۔!

”کک.... کیوں....!“ مسز فہمی خوف زدہ نظر آنے لگی۔!

”سیخ... سیخ....!“ عمران اپنا سر کھجاتا ہوا بولا۔!“ یہ سیخ.... سیخ سے آپ کی کیا مراد ہے۔!“

”وہ لوہے کی ہوتی ہے.... جس پر قیمہ چڑھاتے ہیں....!“ مسز فہمی نے جواب دیا۔!

”اوہ.... اچھا وہ.... جو لمبے سے قیمے میں لوہے کی کھونس دی جاتی ہے۔!“

”لمبے سے قیمے....!“ پر مسز فہمی کو ہنسی آ گئی.... اور عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا ”جو میں سمجھا تھا اگر وہی بات ہوتی تو آپ کو رونا پڑتا مسز فہمی... ٹرینی ڈاڈ میں ہاتھی کو سیخ کہتے ہیں۔!“

”میرے خدا.... اگر آپ اسی طرح سمجھتے رہے تو ہم سب بھی پاگل ہو جائیں گے۔!“

”پرواہ نہ کیجئے....! پورے شہر کو پاگل ہو جانے دیجئے... میں علاج کروں گا....“ عمران چھاتی ٹھونک کر بولا اتنے میں دو لڑکیاں اور آ گئیں۔ انہوں نے عمران کو نیچے سے اوپر تک گھور کر دیکھا اور ان میں سے ایک نے مسز فہمی سے پوچھا۔ ”آپ کی تعریف بھابی....!“

”مسٹر علی عمران ایم.ایس.سی.... پی.ایچ.ڈی. آکسن.... ماہر نفسیات۔ یہ فہمی صاحب کے مرض کی وجہ معلوم کر کے علاج کریں گے۔!“

”آپ....!“ دونوں نے ایک بار پھر عمران کو نیچے سے اوپر تک گھورا.... اور عمران کے چہرے پر حماقت کی تہیں گہری ہوتی گئیں... اور اب تو اسی حماقت میں شرمیلے پن کے ایسے انداز نظر آنے لگے تھے... جیسے دوسرے ہی لمحے میں ”ہائے اللہ میرا ڈوپٹہ کہہ کر دوہرا ہو جائے گا۔!“

”کپتان صاحب کہاں ہیں....!“ اس نے نظریں نیچی کر کے کپکپاتی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

”وہ بھائی صاحب کے ساتھ ہیں....!“ مسز فہمی نے کہا۔!“ اوہ آپ مریض کو دیکھنا چاہتے تھے شائد....!“

دفعتاً عمران پھر اسمارٹ نظر آنے لگا اور لڑکیوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا!“ ان سے مریض کا کیا رشتہ ہے۔!“

”کزن ہیں....!“

”دونوں....!“

”جی ہاں۔!“

”یہیں رہتی ہیں....!“

”جی ہاں....!“

”چلیے میں مریض کو دیکھوں گا۔!“

”آپ آلات نہیں لائے کیا....!“ ایک لڑکی نے پوچھا۔

”نہیں.... نفسیات میں صرف بانس کا ایک چار فٹ لمبا ٹکڑا چلتا ہے جو ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے....!“

”میں بھی نفسیات کی معلم ہوں....! آپ نہ جانے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔!“

”کس جماعت میں پڑھتی ہیں آپ....!“

”انٹر میں....!“

”افسوس کہ انٹر میں صرف ابتدائی نفسیات چلتی ہے....! بانس کا ٹکڑا تو بہت بعد کی چیز ہے....! مثلاً آپ نفسیات پر ریسرچ کریں تب ہی....!“

”میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کر رہے ہیں....!“ مسز فہمی نے کہا۔!

”جی ہاں.... چلیے....!“ عمران اس کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ ایک کمرے کے سامنے رکے جس کا دروازہ باہر سے مقفل تھا....! دروازے کی دونوں جانب بڑی بڑی سلاخ دار کھڑکیاں تھیں....! چونکہ وہ کھلی ہوئی تھیں اس لئے قفل کھولے بغیر بھی مریض کو دیکھا جا سکتا تھا....! فہمی ایک تندرست اور وجیہہ آدمی تھا! بڑھے ہوئے شیو کے باوجود بھی وہ شاندار لگ رہا تھا۔! اُس کا لباس تار تار تھا اور ننگے بازوؤں پر کئی جگہ کھرنڈ جمی ہوئی خراشیں نظر آ رہی تھیں انہیں دیکھ کر اس نے بچوں کی سی قلقاریاں لگائیں اور کھڑکی کے قریب چلا آیا۔!

”میں اب بالکل اچھا ہوں....! مجھے باہر نکال لو....!“ اس نے کہا اور عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا! ”آپ کی تعریف....!“

”آپ عمران صاحب ہیں بھائی صاحب کے ایک دوست....!“

”میرا نام عقیل فہمی ہے۔!“ اس نے سلاخوں سے باہر ہاتھ نکالتے ہوئے کہا۔ شائد وہ مصافحہ کرنا چاہتا تھا.... عمران نے ہاتھ بڑھا دیا۔! پھر اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ فہمی کافی طاقتور بھی ہے.... اگر وہ سنبھل نہ گیا ہوتا تو پنجے کی ہڈیاں ضرور کڑکڑا گئی ہوتیں.... ویسے عمران کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔!

دفعتاً فہمی بولا۔ ”آپ کو دیکھ کر مجھے اپنا خرگوش یاد آتا ہے.... جناب جس کی مادہ کو کتے پکڑ لے گئے تھے۔!“

”اجی.... ذرہ نوازی ہے.... آپ کی....!“ عمران شرما کر بولا۔! اور تینوں لڑکیاں بے تحاشہ ہنس پڑیں۔

”اے جاؤ....!“ پاگل غرایا.... ”یہاں شور نہ مچاؤ بندریو.... بھاگو....!“

دونوں لڑکیاں کھسک گئیں لیکن مسز فہمی وہیں کھڑی رہی۔!

”تم بھی جاؤ....!“ فہمی نے بیزاری سے کہا ”کیا میں کبوتر کا انڈا ہوں....! اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو.... اے مسٹر رمضان.... آپ بھی تشریف لے جایئے۔!“

عمران کی طبیعت صاف ہو گئی! وہ عموماً لوگوں کے ناموں کی مرمت کرتا رہتا تھا لیکن آج خود اس کے نام کی اتنی شاندار اوور ہالنگ ہوئی تھی کہ بس مزہ ہی آ گیا.... ”مسٹر رمضان“۔

”مم.... میں.... کک کہاں جاؤں....!“ عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں ہکلایا۔!

”آپ کی دم ہل رہی ہے.... جایئے.... مجھے ہلتی ہوئی دمیں اچھی نہیں لگتیں، دفع ہو جایئے....!“ پاگل نے کہا۔

”کیا سچ مچ میری دم ہل رہی ہے....!“ عمران نے مڑ کر مسز فہمی سے آہستہ سے پوچھا! اور مسز فہمی جو منہ دبا کر ہنستی ہوئی وہاں سے بھاگی ہے تو پھر اس نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔!

”جایئے....!“ پاگل پھر گرجا۔!

”دم نہیں ہل رہی میں پکڑ کر دیکھ چکا ہوں۔!“ عمران نے اُسے اطمینان دلایا۔!

”لاؤ.... میں پکڑ کر دیکھوں....!“ پاگل بولا۔!

”میرے باپ بھی نہیں پکڑ سکتے.... میں کسی کو بھی اپنی دم میں ہاتھ نہیں لگانے دیتا۔!“

”میں پھر کہتا ہوں.... ہل رہی ہے....!“

”میں کہتا ہوں نہیں ہل رہی.... تم ارتھ میٹک کے قاعدے سے بھی نہیں ثابت کر سکتے!“ عمران گھونسہ دکھا کر بولا۔

”ارتھ میٹک میرے باپ کی جاگیر ہے۔!“ پاگل نے چھاتی ٹھونک کر کہا۔!

”اور میں الجبرا کا باپ ہوں....!“ عمران للکارا....!

پھر وہاں ایک کی بجائے دو پاگل نظر آنے لگے.... سارے گھر کے لوگ وہیں اکٹھے ہو گئے اور فیاض عمران کا بازو پکڑ کر اُسے وہاں سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔

"اے تم بڑے انجینئر کی دم بنے پھرتے ہو....!" عمران پلٹ کر کھڑکی کی طرف گھونسہ ہلاتا ہوا چیخا....! "الجبرا جیومیٹری اور ارتھ میٹک جس چیز میں جی چاہے مقابلہ کرلو....! تم سے کمزور پڑتا ہوں کیا....!"

"یار.... عمران.... خدا کے لئے.... خدا کے لئے....!" فیاض آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

عدیل سنجیدہ تھا.... لیکن عورتیں حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی تھیں۔ فہمی کی بیوی بھی ہنس رہی تھی۔ حالانکہ وہ اردو بہت کم سمجھ سکتی تھی لیکن کم از کم عمران پاگل تو معلوم ہی ہو رہا تھا!

بدقت تمام فیاض اُسے کھینچ کھانچ کر ایک کمرے میں لے آیا.... وہ مسز فہمی سے برابر کہتا جارہا تھا "دیکھ لیا آپ نے.... میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ لوگ اس دشواری میں مبتلا ہو سکتے ہیں! میرے دوست کا طریق علاج سب سے الگ ہے یہ سب کچھ غالباً مرض کی وجہ معلوم کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔"

پھر جیسے ہی عدیل کمرے میں داخل ہوا مسز فہمی باہر چلی گئی۔!

عدیل عمران کو عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا!

"یہ ماہر نفسیات ہیں.... اس میں شبہ نہیں....!" فیاض بولا۔! "اور یہ مرض کی وجہ ضرور معلوم کرلیں گے لیکن آپ لوگوں کو اس کے لئے دو پاگلوں کا وجود برداشت کرنا پڑے گا۔!"

"مگر ایسا طریقہ نہ میں نے کہیں دیکھا اور نہ کہیں سنا....!" عدیل کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"میں نقال نہیں اور تجنیٹر ہوں سمجھے جناب....!" عمران بُرا مان کر بولا! "آپ کے یہاں کتنے ماہر نفسیات ہیں جن کا طریق کار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔"

"بھئی میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا....!" عدیل نے بے بسی سے کہا!

عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم بالکل فکر نہ کرو.... عدیل سب ٹھیک ہو جائے گا....!" فیاض نے کہا۔ اور پھر عدیل بھی چلا گیا.... اب وہ دونوں کمرے میں تنہا تھے۔!

"تمہیں تو بس موقع ملنا چاہئے....!" فیاض اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔!

"یار فیاض میں اپنا سر کہاں پھوڑ لوں جتنا تم نے کہا تھا میں نے اس سے زیادہ تو نہیں کیا۔!"

"ٹھیک ہے.... مگر کم کرو....!"

"میں نہیں پوچھوں گا کہ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو اگر صرف اس پاگل کا علاج کرانا تھا تو...!"

"سنو.... سنو....! ایک منٹ خاموش رہو.... مسٹر عدیل نہیں چاہتے کہ یہ بات عورتوں کے کانوں میں پڑے لہٰذا تمہیں ان کے سامنے یہی ظاہر کرنا ہوگا کہ صرف فہمی کے نفسیاتی علاج کے لئے لائے گئے ہو۔!"

"آج.... اچھا اور عدیل کو بھی یہی سمجھنا چاہئے.... کیوں....!" عمران نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔!

"سمجھ دار آدمی ہو....!"

"اصلیت.... سوپر فیاض! نہیں تو پھر تمہیں بھی میرے ساتھ ہی پاگل خانے کا سفر اختیار کرنا پڑے گا۔!"

"فہمی کے پاگل پن میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے....! لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ اور باتیں بھی ہیں جو تمہاری دلچسپی کا باعث بن سکتی ہیں۔ اصل حالات کا علم مجھے یہیں ہوا ہے ورنہ مسز فہمی نے مجھ سے اتنا ہی بتایا تھا جتنے کا انہیں علم تھا! عدیل کے اور بھی اعزہ اور احباب دارالحکومت میں موجود ہیں لیکن اس نے صرف مجھے ترجیح دی تھی۔ مسز فہمی سے صرف اتنا ہی کہلوا بھیجا تھا کہ میں کسی ذہنی امرض کے ماہر کو لے کر شکوہ آباد پہنچ جاؤں.... لہٰذا مجھے سوچنا پڑا کہ اس پیغام کے میرے پاس آنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے.... یقیناً کوئی خاص بات ہو گی لہٰذا میں تمہیں گھسیٹ لایا۔ یہ تو مسز فہمی سے معلوم ہی ہو چکا تھا کہ فہمی پر اس سے پہلے کبھی اس قسم کا دورہ نہیں پڑا۔!"

"مگر وہ خاص بات کیا ہے.... اُگلو جلدی سے....!" عمران میز پر ہاتھ مار کو بولا۔

"وہی بتانے جا رہا ہوں جلدی نہ کرو....!"

"پندرہ دن پہلے کی بات ہے کہ فہمی نے اپنی ورکشاپ سے واپس آکر اوٹ پٹانگ باتیں شروع کر دی تھیں! لوگ مذاق سمجھے کیونکہ وہ ایسا ہی ہنسنے ہنسانے والا آدمی تھا.... چونکہ وہ صرف باتیں ہی کرتا تھا۔ اس لئے یہ معاملہ مذاق ہی پر ٹلتا رہا.... وہ روزانہ گھر سے نکلتا اور کسی نہ کسی وقت واپس آجاتا لیکن اب گھر والے اس کے اس مذاق سے اکتا گئے تھے۔! اچانک وہ ایک دن

غائب ہو گیا.... اور پھر تین دن بعد وہ ایک سڑک پر بیہوش پڑا پایا گیا! اس کے سارے جسم پر ایسے نشانات تھے جیسے اُسے چابکوں سے پیٹا گیا ہو.... عدیل اُسے گھر اٹھوا لایا! لیکن جب ہوش میں آنے کے باوجود بھی فہمی پاگل پن ہی کی باتیں کرتا رہا تو انہیں یقین آ گیا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے! بس پھر اس کے بعد سے اسے گھر سے نہیں نکلنے دیا گیا.... یہ آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا تھا.... اور کن لوگوں نے اسے مارا پیٹا تھا۔!“

”ہام تو یہ بات عورتوں سے چھپائی گئی تھی مگر کون سی بات عورتوں سے چھپائی گئی ہو گی سوپر فیاض! وہ تین دن تک گھر سے غائب رہا تھا اور پھر انہوں نے اسکے جسم پر نشانات بھی دیکھے ہوں گے۔“

”اتنا تو سبھی جانتے ہیں.... لیکن یہ بات کوئی بھی نہیں جانتا کہ ایک رات کچھ لوگ عمارت میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے کوشش کی تھی کہ فہمی کو اٹھا لے جائیں! اُس رات عورتیں ایک تقریب میں شرکت کے لئے گئی تھیں اور انہیں رات بھر وہیں رہنا تھا.... گھر میں صرف عدیل تھا! رات کو کسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی.... ملازمین سرونٹ کوارٹرز میں سوئے ہوئے تھے.... اچانک کچھ آہٹیں ملیں اور عدیل اپنی خواب گاہ سے نکل آیا۔ فہمی کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور چار نقاب پوش اُسے پلنگ سے اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے.... عدیل نے ”چور چور“ چیخنا شروع کر دیا اور وہ بڑی بدحواسی میں باہر نکل بھاگے.... فہمی بیہوش پڑا تھا شاید انہوں نے اُسے بیہوش کرنے کے لئے کوئی دوا استعمال کی تھی!“

”عدیل نے مقامی پولیس کو اس کی اطلاع دی تھی یا نہیں۔!“

”نہیں....!“

”کیوں....؟“

”وہ نہیں چاہتا کہ یہ بات پھیلے....!“

”کیوں اس کی وجہ....!“

”کچھ نہیں محض بدنامی کے خیال سے چاروں طرف چہ میگوئیاں ہونے لگیں گی اور پھر پتہ نہیں یہ معاملہ کس قسم کے حالات پر ختم ہو۔ فہمی کی ذہنی حالت ٹھیک ہی نہیں ہے کہ وہی اس پر روشنی ڈال سکے۔!“

”کیا اس نے یہ بھی نہیں بتایا کہ کچھ لوگ اُسے پکڑنے گئے تھے اور مارا پیٹا تھا۔!“

”بھئی وہ ہوش کی باتیں ہی نہیں کرتا نہ اس سے یہ معلوم کیا جا سکا ہے کہ وہ تین دن کہاں غائب رہا تھا اور نہ اس نے یہی بتایا ہے کہ اس پر کیا گذری تھی۔!“

”عدیل کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔!“

”میں نہیں سمجھا۔!“

”میں پوچھ رہا ہوں کہ تم اُس پر اعتماد کر سکتے ہو یا نہیں۔!“

”کیوں نہیں....! وہ ایک باعزت آدمی ہے.... میں اُسے بہت دنوں سے جانتا ہوں۔!“

”دونوں بھائیوں کے تعلقات کیسے تھے....!“

”ایسے کہ وہ ہمیشہ ساتھ ہی رہے ہیں....!“ فیاض نے اکتا کر کہا! ”بھئی تم یہ نہ سوچو کہ ہم یہاں اسی لئے طلب کئے گئے ہیں کہ ہمیں بیوقوف بنایا جائے! شائد اس وقت خان دلاور کا کیس تمہارے ذہن میں ہے۔!“

”وہ تو ہر وقت رہتا ہے سوپر فیاض.... خیر مارو گولی! تمہارا کیا خیال ہے....!“

”میں تمہیں اس لئے نہیں لایا کہ تم میرا خیال پوچھو....!“ فیاض مسکرا کر بولا۔

عمران اس کے قریب آ کر آہستہ سے بولا۔ ”ایرانی عورتیں واقعی بڑی حسین ہوتی ہیں۔“

”کیا بکواس ہے....!“

”اگر حقیقت کو بکواس کہتے ہیں تو تمہارا وجود بھی بکواس ہے.... پتہ لگاؤ کہ فہمی کی شادی کن حالات میں کہاں ہوئی تھی۔!“

”اب تم اُس کی بیوی کو لے دوڑے....!“

”یار سوپر فیاض....! مجھے واپس جانے دو....! مجھے میرا تانپورا واپس بلا رہا ہے اور اسے نہ بھولو کہ مجھے لتا منگیشکر سے انتقام لینا ہے۔!“

”فضول باتیں نہ کرو... میں اسکی بیوی کے متعلق معلومات حاصل کر کے تمہیں بتاؤں گا!“

◆

چھ بجے شام عمران اور فیاض تفریح کے لئے باہر نکلے اس وقت تک عمران کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا اس کے باوجود بھی وہ فہمی کی ورکشاپ دیکھنا چاہتا تھا۔!

”اس کی بیوی کے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ دو سال پہلے

ایران میں تھی....!“ فیاض نے کہا۔ ”وہیں شادی ہوئی تھی اور پھر وہ اُسے یہاں لایا تھا۔!“

”مجھے توقع ہے کہ تم نے اس کے قریبی دوستوں کے پتے تو حاصل ہی کر لئے ہوں گے۔!“

”ابھی نہیں... بھئی یہ کیس سو فیصدی تمہیں ہی سنبھالنا ہے... میں تو کھسک جاؤں گا۔ مجھے اور بھی کام دیکھنے ہیں۔ پرائیویٹ طور پر میں کسی کیس میں ہاتھ نہیں لگا سکتا....!“

”اور تم مجھے ان تین خوں خوار عورتوں میں تنہا چھوڑ جاؤ گے.... کیوں؟“ عمران نے درد بھری آواز میں کہا! ”وہ مجھ پر اس بُری طرح ہنستی ہیں کہ وہیں شہید ہو جانے کو دل چاہتا ہے! مگر ٹھہرو! تم چلے جاؤ گے تو میں کام کیسے کروں گا کیونکہ میری حیثیت تو ایک سائیکیٹرسٹ کی ہے!“

”میں نے یہ مرحلہ بھی طے کر لیا ہے....! عدیل کو بتا دیا ہے کہ تم ہی تفتیش بھی کرو گے لیکن عدیل کے علاوہ خاندان کے دوسرے افراد پر یہی ظاہر کرتے رہو گے کہ تم صرف اس کے ذہنی معالج ہو۔!“

وہ ورکشاپ میں پہنچ گئے.... شائد فہمی اسے ازراہِ خاکساری ورکشاپ کہتا تھا ورنہ وہ تو اچھی خاصی آئرن فیکٹری تھی۔ عدیل نے یہاں کے منیجر کے نام فیاض کو ایک تعارفی خط دیا تھا....! جس میں تحریر تھا کہ اس کے دو اعزہ فیکٹری دیکھنا چاہتے ہیں۔!“

ورکشاپ کا منیجر ایک پستہ قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا.... گردن معدوم تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چوڑے چکلے شانوں پر صرف سر رکھ دیا گیا ہو.... پیشانی تنگ تھی اور بھنویں شائد ہر وقت سکڑی رہتی تھیں.... کنپٹیوں پر پائی جانے والی باریک باریک شکنیں تو یہی ظاہر کرتی تھیں کہ وہ بھنویں سکوڑ کر دیکھنے کا عادی ہے۔!

منیجر نے خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا اور سب سے پہلے مسٹر فہمی کی خیریت پوچھی۔

”وہی حال ہے....!“ فیاض نے مغموم لہجے میں کہا۔

”یہ اس سال کا سب سے بڑا حادثہ ہے.... جناب....! اور اتنا ہی غیر متوقع جیسے اچانک کسی پر بجلی گر پڑے۔!“

”مقدرات....!“ فیاض نے ٹھنڈی سانس لی....!

منیجر انہیں فیکٹری کے مختلف شعبے دکھانے لگا۔ عمران بالکل خاموش تھا اور اس کے چہرے پر حماقت طاری تھی.... ! منیجر ایک آدھ بار بھی اُس سے مخاطب نہیں ہوا تھا....! صرف فیاض سے اس کی گفتگو جاری تھی.... عمران نے مارک کیا کہ وہ بہت زیادہ باتونی آدمی ہے اور براہِ راست اپنی تعریف کرنے کی بجائے اس سلسلے میں گھماؤ پھراؤ اختیار کرتا ہے.... لیکن چالاک آدمی ہے! سننے والوں کو اس خیال میں مبتلا نہیں ہونے دیتا کہ وہ اپنی بڑائی بیان کر رہا ہے.... گھوم پھر کر وہ پھر آفس میں آبیٹھے یہاں میز پر کافی کی ٹرے موجود تھی۔!

”ارے آپ نے اس کی تکلیف کیوں اٹھائی....“ فیاض نے کہا!

”کوئی بات نہیں جناب.... سب آپ ہی کا ہے.... کیا بتاؤں میں فہمی صاحب کی علالت کی وجہ سے کتنی دشواریاں محسوس کر رہا ہوں! وہ ایک ماہر انجینئر بھی ہیں اور ایک اعلیٰ درجہ کے بزنس مین بھی! بس یہ سمجھ لیجئے کہ ہم تو صرف حکم کے بندے تھے.... اُن کی عدم موجودگی میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے بیان سے باہر ہے.... تشریف رکھئے جناب....!“

پھر اس نے ناک پر رومال رکھ کر دو چھینکیں لیں اور اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

”موسم تبدیل ہو رہا ہے۔!“ وہ نتھنے پھڑکاتا ہوا مسکرایا۔ شاید ابھی تیسری چھینک کی بھی گنجائش نکل سکتی تھی! اسلئے اس نے دوبارہ ناک پر رومال رکھا مگر پھر صرف ”شوں شوں“ کر کے رہ گیا۔

”میں عموماً نزلے کا شکار رہتا ہوں۔!“ اس نے بیٹھ کر کافی کی ٹرے سرکاتے ہوئے کہا! پھر تیسری پیالی میں کافی انڈیلتا ہوا تھوڑی دیر بعد بولا! ”میرا خیال ہے کہ کافی سے تو نزلے کی تحریک رک جانی چاہئے۔!“

”نہیں رکتی....!“ عمران بے بسی سے سر ہلا کر بولا۔

لیکن منیجر نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر کافی کی پیالی فیاض کی طرف سرکائی....! پھر عمران کو پیش کی اور خود بھی پیالی پر جھک پڑا۔

ایک منٹ تک خاموشی رہی....! دفعتاً منیجر بولا! ”میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان کا باقاعدہ طور پر علاج کیوں نہیں کیا جا رہا۔!“

”علاج تو ہو رہا ہے شائد....!“ فیاض نے یونہی رواروی کے سے انداز میں کہا۔

”میں نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں کچھ دن مینٹل ہاسپٹل میں رکھا جائے میں ذمہ بھی لے سکتا ہوں کہ انہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی اتنا ہی آرام ملے گا جتنا کسی پرائیویٹ وارڈ میں مل سکتا ہے۔!“

فیاض نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجی اور منیجر نے مسمسی سی

صورت بنا کر ریسیور اٹھالیا۔!

"ہیلو.... جی ہاں.... یاور ہی بول رہا ہوں.... او.... میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں جناب فہمی صاحب بیمار ہیں! اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے آپ کی تجوری کہاں رکھی ہے.... جی نہیں قطعی نہیں وہ اس قسم کا کام نجی طور پر لیتے ہیں اور اس کا اندراج کاغذات میں نہیں ہوتا اور ہمارے یہاں اس قسم کا کام ہوتا بھی نہیں....! فہمی صاحب نے محض تعلقات کی بناء پر آپ کی تجوری لے لی ہوگی۔ وہ خود ہی اس کا کام کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ویسا کام کرنے والا کاریگر بھی نہیں ہے۔ یقین کیجئے.... اوہ پولیس.... آپ ہر وقت پولیس کو اطلاع دے سکتے ہیں محترم.... قطعی طور پر اگر پولیس اُسے یہاں سے برآمد کر کے لے جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میں اپنی ذمہ داری پر کچھ نہیں کر سکتا.... چلئے یہی سمجھ لیجئے کہ مجھے اس تجوری کا علم ہے لیکن میں بے ضابطہ طور پر کوئی کام نہیں کر سکتا.... جی نہیں مجھ پر قطعی ذمہ داری نہیں عائد ہوتی کہ میں اُسے واپس کروں کیونکہ اس کا اندراج فیکٹری کے کاغذات میں نہیں ہے.... اف فوہ! میں کس طرح کہوں کہ پولیس کی مدد طلب کیجئے۔"

اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ ریسیور رکھ کر آہستہ سے کہا "الو کا پٹھا" اور پھر فیاض کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ لیکن اس مسکراہٹ میں جھلاہٹ کی جھلکیاں اب بھی موجود تھیں۔

"جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا کہ میں بڑی مشکلات میں پھنس گیا ہوں۔!" اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا! "ان میں سے ایک مشکل یہ بھی ہے! فہمی صاحب اکثر اپنے جان پہچان والوں کا کام یونہی سمیٹ لیا کرتے تھے ظاہر ہے کہ عام طور پر جو کام یہاں نہیں ہوتا اس کا ریکارڈ رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہ سارے کام نجی طور پر ہوتے ہیں! مثال کے لئے یہی معاملہ لے لیجئے طارق صاحب فہمی صاحب کے دوست ہیں! وہ اپنی تجوری کے قفل میں کسی قسم کی تبدیلی کرانا چاہتے تھے۔ فہمی صاحب نے تجوری اٹھوالی! اس قسم کے کام وہ خود ہی کرتے ہیں کیونکہ انہیں اس میں دخل ہے۔ ہمارے پاس کوئی کاریگر ایسا نہیں ہے جو تجوریوں یا قفل سے متعلق معلومات رکھتا ہو۔ اب طارق صاحب سر ہو رہے ہیں کہ تجوری انہیں واپس کر دی جائے....! لیکن آپ ہی فرمائیے میں اس قسم کا کوئی اقدام کیسے کر سکتا ہوں۔ جب کہ کاغذات پر اس کا اندراج نہیں تھا! اس طرح تو یہاں سینکڑوں چیزیں موجود ہیں جن کے سینکڑوں دعوی دار ہو سکتے ہیں.... پھر کیا میں انہیں وہ چیزیں دوں گا.... قطعی نہیں جناب... یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں فہمی صاحب کی اجازت کے بغیر کسی چیز میں کسی کو ہاتھ بھی نہ لگانے دوں....! یا پھر ان کے بڑے بھائی عدیل صاحب مجھ سے اس کے لئے کہیں۔!"

"آپ نے طارق صاحب کو یہی مشورہ دیا ہوتا کہ وہ عدیل صاحب کی تحریر لائیں۔!"

"توبہ کیجئے....!" منیجر بُرا سا منہ بنا کر بولا "طارق صاحب ضدی آدمی ہیں۔ وہ مجھے ہی بور کرتے رہیں گے۔ اپنی بات سے ہٹنے پر ممکن ہے کہ ان کی شان کو بٹہ لگ جائے۔ بھئی آپ ہوں گے فہمی صاحب کے دوست! میں ان کا ملازم ہوں لیکن آپ کا غلام تو نہیں ہو سکتا....! بس دیکھ لیجئے یہ ذہنیت ہے ہماری... بھلا دنیا کی دوسری قومیں ہمیں کیوں نہ کچل کر رکھ دیں لعنت ہے۔!"

"واقعی.... یہ بات تو ہے....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"دیکھئے.... منیجر صاحب....!" فیاض بولا۔ "یہ واقعی بہت بُری بات ہے کہ ایسے موقع پر لوگ آپ کے لئے دشواریاں پیدا کر رہے ہیں۔ عدیل صاحب سے کہوں گا کہ اس کے لئے کوئی انتظام کریں....! آپ ان طارق صاحب کا پتہ مجھے دیجئے....!"

"یہاں کے بہت مشہور ڈاکٹر ہیں....!" منیجر نے بیزاری سے کہا "ان کا پتہ سبھی جانتے ہیں! بس عدیل صاحب کے بعد کسی اور کو بھی تو ذمہ دار ہونا چاہئے۔! عدیل صاحب سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ فیکٹری کو بھی دیکھئے.... لیکن یہی جواب ملتا ہے فہمی کو بھی تم پر اعتماد تھا مجھے بھی ہے۔!"

"طارق صاحب تجوری کے قفل میں کس قسم کی تبدیلی کرنا چاہتے تھے۔!" فیاض نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں ہے فہمی صاحب نے مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا....! بلکہ میں تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ تجوری کس کی ہے....! خود طارق صاحب ہی نے قفل میں تبدیلی کے متعلق بھی بتایا اور تجوری کی پہچان بھی بتائی تھی۔!"

"بڑا صدمہ ہے جناب....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔! "فہمی صاحب بڑے اچھے آدمی تھے....! پچھلے سال انہوں نے میری بڑی مدد کی تھی۔ اگر ڈیڑھ ہزار روپے فوراً نہ بھیج دیئے ہوتے تو میری لہسن کی آڑھت بالکل تباہ ہو جاتی۔!"

"آپ لہسن کی آڑھت کرتے ہیں۔!" منیجر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں مگر آج کل کام خراب چل رہا ہے.... میں فہمی بھائی کے پاس دراصل اسی لئے آیا تھا

کہ وہ مجھے بھی کوئی کام بتائیں اب میں لہسن کا کاروبار نہیں کرنا چاہتا۔۔۔!“

”اچھا منیجر صاحب۔۔۔!اس تکلیف کے لئے بہت بہت شکریہ۔۔۔!“ فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

”اور میں تو ابھی آپ سے ملتا ہی رہوں گا۔۔۔!“ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

”مجھے بہت خوشی ہو گی جناب۔۔۔! میں چاہتا ہوں کہ فہمی صاحب کے کوئی عزیز فیکٹری میں ہر وقت موجود رہا کریں۔!“ منیجر نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

وہ انہیں کمپاؤنڈ کے پھاٹک تک چھوڑنے بھی آیا تھا! فیاض نے اپنی کار کمپاؤنڈ کے باہر ہی کھڑی کی تھی۔!

”آپ کہاں چلیں گے سوپر فیاض۔۔۔!“ عمران نے پوچھا پھر یک بیک چونک کر بولا!

”فیکٹری کے اوقات کیا ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ساڑھے چھ بجے پہنچے تھے۔!“

”فیکٹری دو شفٹوں میں چلتی ہے۔!“ فیاض نے جواب دیا۔۔۔!

”اوہو۔۔۔ تو کیا یہ منیجر دونوں شفٹوں میں رہتا ہے۔۔۔!“

”وہ فیکٹری ہی کے ایک حصے میں رہتا ہے اس کے ساتھ فیملی نہیں ہے۔! اس لئے دونوں ہی شفٹوں کی دیکھ بھال کر سکتا ہے۔۔۔! عدیل کا خیال ہے کہ وہ بہت محنتی اور ایمان دار آدمی ہے۔!“

عمران کچھ نہ بولا۔۔۔! پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا ”طارق سے میں تنہا ملوں گا۔۔۔ تم گھر واپس جا سکتے ہو۔۔۔!“

”کیوں۔۔۔؟“

”میرا خیال ہے کہ میں شکوہ آباد کے کسی ڈاکٹر طارق کے متعلق پہلے ہی کچھ سن چکا ہوں!“ عمران نے کہا! تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا ”شاید وہ زہروں کا ماہر ہے۔!“

”ہاں۔۔۔ اور یہاں کی پولیس اُسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتی۔۔۔!“ فیاض بولا۔

”کیوں۔۔۔؟“

”اس کے بعض مریضوں کی اموات ہی شبہے کا باعث ہیں! مثلاً یہاں کا ایک بڑا آدمی معمولی نزلے کا شکار ہو کر اس کے پاس گیا تھا۔! نزلہ بڑھتا رہا! وہ علاج بھی کرتا رہا۔! درمیان میں اس نے معالج بھی بدلے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا پھر اسی نزلے نے اس کی جان لے لی۔! ایسے ہی دو ایک کیس اور بھی ہیں۔!“

”بس۔۔۔ بس تو پھر میں ہی دیکھوں گا اس سے تم دور ہی رہو۔۔۔! ہاں تم واپس کب جا رہے ہو۔!“

”دو ایک دن تو رہوں گا۔!“

”ضرور رہو۔۔۔! لیکن اب مجھے یہاں اتار دو۔۔۔!“

فیاض نے کار روک دی۔۔۔ اور عمران سڑک کے کنارے اترتا ہوا بولا۔ ”میں کسی وقت واپس آجاؤں گا۔!“

”کار آگے بڑھ گئی۔۔۔! عمران کچھ دور چل کر ایک ریستوران میں آیا۔۔۔! اور دروازے ہی پر رک کر ادھر دیکھنے لگا بالکل ایسے ہی انداز میں جیسے کسی کی تلاش ہو۔۔۔! حقیقتاً وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ یہاں فون ہے یا نہیں۔۔۔ کاؤنٹر ہی پر فون نظر آیا اور وہ سیدھا کاؤنٹر کلرک کے پاس چلا گیا۔!

”کیا آپ مجھے ٹیلی فون ڈائریکٹری عنایت کریں گے۔۔۔!“ اس نے کلرک سے کہا۔

”جرور جرور۔۔۔!“ کلرک نے سر ہلا کر کہا۔ ”پُن کال کے چار آنے لگیں گا۔“

”میں چھ آنے دوں گا۔۔۔! پیارے تم اُس کی پرواہ نہ کرو۔۔۔!“

کلرک نے ڈائریکٹری اس کی طرف کھسکا دی! عمران نے اُس میں ڈاکٹر طارق کے نمبر تلاش کئے گھر اور مطب کے الگ الگ نمبر تھے۔۔۔ سب سے پہلے اس نے مطب کے نمبر ڈائیل کئے وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ شام کو گھر ہی پر مریضوں کو دیکھتا ہے۔!“

گھر پر بھی کال شائد کسی ملازم نے ریسیو کی تھی۔۔۔! تھوڑی دیر بعد عمران کو غراہٹ سنائی دی ”کون ہے۔۔۔!“

”ڈاکٹر علی عمران۔۔۔!“

”نام میرے لئے نیا ہے۔۔۔!“

”میں عقیل فہمی کا معالج اور رشتہ دار ہوں۔۔۔! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ان کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ لہٰذا میں اُن کے متعلق آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!“

”میں بیس منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا۔ آپ آٹھ بج کر دس منٹ پر یہاں پہنچ سکتے ہیں۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”بیس منٹ۔۔۔!“ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا! ”خیر۔۔۔ یہ بھی بہت ہیں۔ شکریہ ڈاکٹر

میں آٹھ بج کر ساڑھے نو منٹ پر آپ کے دروازے پر ہوں گا۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے کاؤنٹر پر ایک روپیہ کا نوٹ رکھ دیا کلرک نے اسے اٹھنی واپس کرنی چاہی.... لیکن عمران نے کہا وہ اُسے اس کے حساب میں جمع کر لے وہ کل پھر دو کالیں کرے گا....!"

آٹھ بج کر دس منٹ پر عمران ڈاکٹر طارق کی اسٹڈی میں بیٹھا اس کے ڈیل ڈول کا جائزہ لے رہا تھا۔ ڈاکٹر طارق ڈاکٹر سے زیادہ ایک فری اسٹائل کشتی لڑنے والا پہلوان معلوم ہوتا تھا۔ دراز قد.... بھاری جسم.... مونچھیں گھنی اور چڑھی ہوئی۔ آنکھیں بھی شائد ہمیشہ ہی سرخ رہتی تھیں۔! آواز گرج دار تھی۔ گفتگو کرتے وقت اس طرح ہاتھوں کو جنبش دیتا تھا جیسے اکھاڑے میں حریف کو ڈاج دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہام....! کیا آپ صرف میری خیریت دریافت کرنے آئے تھے....!" ڈاکٹر غرایا۔

"اوہو.... ٹھیک دیکھئے میں دراصل سائیکیٹرسٹ ہوں! اور مجھے فہمی کے مرض کی وجہ معلوم کرنی ہے.... اس لئے میں ان کے دوستوں سے مل رہا ہوں۔!"

"مرض کی وجہ آپ مجھ سے معلوم کریں گے....!" ڈاکٹر غرایا!

"آپ سمجھے نہیں....! مطلب یہ کہ میں ان کے عادات واطوار اور مزاج کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"یہ آپ ان کے گھر والوں ہی سے معلوم کر سکتے تھے۔!"

"کبھی نہیں ڈاکٹر....!" عمران سر ہلا کر بولا "گھر والوں کو چونکہ مریض سے جذباتی لگاؤ ہوتا ہے اس لئے ان سے صحیح معلومات نہیں حاصل ہو سکتیں جس طرح وہ کسی مرنے والے کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں اُسی طرح پاگل ہو جانے والوں کے بارے میں بھی ان کی رائے ہمیشہ ناقابلِ اعتماد ہوتی ہے.... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

"فہمی میرے اتنے قریبی دوست نہیں تھے کہ میں آپ کو ان کے متعلق کچھ بتا سکوں....! آپ کسی ایسے دوست کو تلاش کیجئے جو زیادہ تر اپنا وقت انہیں کے ساتھ گذارتا رہا ہو۔!"

"نہیں ملتا.... ڈاکٹر.... ایک بھی نہیں ملتا.... اگر کوئی ملتا بھی ہے تو.... یہی کہتا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں.... میں نے سوچا تھا کہ شائد ان کے منیجر مسٹر یاور سے کچھ معلوم ہو سکے!

انہوں نے بھی یہی کہا کہ گھر والوں سے معلوم کرو....!"

"پتہ نہیں....!" ڈاکٹر نے شانوں کو جنبش دی....! "میں کیا کہہ سکتا ہوں اور کچھ....!"

"کیا آپ نے فہمی صاحب کو نہیں دیکھا....!"

"اگر مجھ سے استدعا کی جاتی تو ضرور دیکھتا۔ میں خواہ مخواہ لوگوں کے معاملات میں دخل نہیں دیتا پھرتا... وقت کہاں سے لاؤں.... اور کچھ....!"

ڈاکٹر طارق نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! "بڑی مصیبت ہے! ان کی بیگم صاحبہ یہ بھی نہیں بتا سکیں کہ انہیں کبھی فرنجک تو نہیں ہوئی تھی۔!"

"یہ ان کی بیگم صاحبہ کا فعل ہے.... اور کچھ....!"

"اور کچھ بھی نہیں ڈاکٹر....!" عمران نے طویل سانس لی! "میرا خیال ہے کہ میں کامیاب نہ ہو سکوں گا.... کیا وقت ہوا ہے....!"

"آٹھ بج کر پچیس منٹ....!"

"اوہ... تو ابھی پانچ منٹ اور باقی ہیں، اوہو.... ڈاکٹر کیا بتاؤں کتنی خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر... میرا خیال ہے کہ میرے علاوہ بھی کچھ اور لوگ اسکا علاج کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیا مطلب!" ڈاکٹر کی بھنویں سکڑ گئیں وہ تیکھی نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔!

"میں نے فہمی صاحب کے جسم پر نیلے نشانات دیکھے....! جیسے کسی نے کوڑے سے مرمت کی ہو... لیکن ان کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ اس قسم کا کوئی بُرا برتاؤ نہیں کیا گیا تھا.... وہ تین دن تک گھر سے غائب رہنے کے بعد ایک سڑک پر بیہوش پڑے پائے گئے تھے!"

"خوب....!"

عمران نے پہلی بار ڈاکٹر کی مونچھوں کی چھاؤں میں مسکراہٹ کی اٹکھیلیاں دیکھیں اور پھر وہ یک بیک سنجیدہ ہو کر بولا! "لیکن کیا آپ کی دانست میں یہی مناسب علاج ہے کیونکہ ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ میرے علاوہ کچھ اور لوگ بھی اس کا علاج کر رہے ہیں۔!"

"یقیناً.... اگر یہ شبہ ہو کہ پاگل پن محض ڈھونگ ہے تو اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں....!" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔!

"تو آپ کا خیال یہی ہے کہ فہمی کا پاگل پن محض ڈھونگ ہے....!"

"میں تو ابھی کوئی خیال قائم نہیں کر سکا....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا! "لیکن جن لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا وہ غالباً یہی نظریہ رکھتے ہیں۔!"

"بیس منٹ پورے ہو گئے....!" ڈاکٹر طارق اٹھتا ہوا بولا! اس کی نظر کلائی کی گھڑی پر تھی۔

عمران نے بھی اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا!

"مصافحہ کرنے میں کچھ سیکنڈ زائد لگ جائیں گے۔!" ڈاکٹر نے کہا اور بائیں جانب والے دروازے کی طرف مڑ گیا۔!

عمران نے پلکیں جھپکائیں.... تین بار بایاں گال کھجایا اور ایک ٹھنڈی سانس لے کر خود بھی باہر جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ڈاکٹر یہ دیکھنے کے لئے بھی نہیں مڑا تھا کہ عمران کھڑا ہے یا چلا گیا۔!

◆

دوسری صبح عمران پھر ڈاکٹر کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔! لیکن ایسا کرنے سے پہلے اس نے کمرے کا دروازہ بہت احتیاط سے بند کیا تھا۔!

جیسے ہی دوسری طرف سے آواز آئی عمران ماؤتھ پیس میں کھانسنے لگا اور کھانسیوں کے دوران ہی میں بولا "میں عدیل ہوں ڈاکٹر۔!" اور پھر کھانسنے لگا۔!

"ذرا ٹھہریئے.... یہ کم بخت کھانسی دم لینے نہیں دیتی....! ہاں بھئی.... وہ یاور.... کہہ رہا تھا۔ تجوری کا کیا قصہ ہے۔!"

"کچھ بھی نہیں مسٹر عدیل! یاور کہتا ہے کہ فہمی ہی تجوری دے سکیں گے۔!"

"آپ منگوا لیجئے....! میں اُسے فون کر رہا ہوں....!"

"نہیں.... میں فہمی کے صحت یاب ہونے کا انتظار کروں گا.... اور کچھ....!"

"اچھی بات ہے....!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا تو وہ دونوں لڑکیاں موجود تھیں جنہوں نے پچھلے دن اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کی تھی۔!

یہ دونوں فہمی کی خالہ زاد بہنیں تھیں۔! ایک کا نام عشرت تھا اور دوسری کا ثمینہ....!

"اوہ.... ڈاکٹر صاحب....!" عشرت آنکھیں نکال کر بولی۔ "اب شائد آپ کو سارے گھر کا علاج کرنا پڑے گا۔!"

"پرواہ نہیں....! میں سارے شہر کا علاج کروں گا.... کپتان صاحب کہاں ہیں۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"پتہ نہیں....! ہم نے نہیں دیکھا....! مگر ڈاکٹر صاحب کیا آپ نے بھائی جی کے مرض کا سبب معلوم کر لیا۔!"

"بائی جی....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! "بائی جی.... مگر میں نے تو کسی صاحب کو دیکھا تھا....!"

"بائی جی نہیں، بھائی جی.... ہم فہمی صاحب کو بھائی جی کہتے ہیں۔!"

"جی ہاں....! میں نے مرض کا سبب معلوم کر لیا ہے! شائد آپ دونوں میں سے کوئی صاحبہ نفسیات کی طالبہ بھی ہیں۔!"

"جی ہاں.... میں ہوں....!" ثمینہ نے کہا۔!

"لاشعور کے متعلق آپ نے پڑھا ہی ہوگا.... پڑھا ہے نا.... بات دراصل یہ ہے کہ فہمی صاحب کا لاشعور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے۔!"

"لاشعور اور غلط فہمی....! بات سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"نہیں آئے گی....! یہ آپ کو انٹر کے بعد کی کلاسوں میں پڑھایا جائے گا کہ لاشعور کیسے غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔!"

"بتایئے نا....! میں ابھی سمجھنا چاہتی ہوں....!" ثمینہ نے کہا۔!

"چیاؤں....!" عمران نے ایسے انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا جیسے اس کا منہ نوچ لے گا۔!

ثمینہ اس بُری طرح اچھل کر پیچھے ہٹی کہ اس کا سر دالان کے ستون سے ٹکرا گیا! عشرت بھی بوکھلا گئی۔! لیکن عمران بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر مسکرا کر بولا! "کیا آپ مجھے بندر سمجھتی ہیں۔!"

ثمینہ نے نفی میں سر ہلا دیا!

"پھر اس طرح کیوں پیچھے ہٹیں تھیں....!"

"قدرتی بات ہے.... آپ نے اچانک....!"

"یہی لاشعور کی غلط فہمی ہے....! اس طرح اچھل کر پیچھے ہٹنے میں آپ کے ارادے کو دخل نہیں تھا! اس لئے یہ لاشعور کی غلط فہمی ہوئی۔!"

"یہ رفلکس ایکشن تھا جناب۔۔۔۔!" ثمینہ نے اکڑ کر کہا۔

"تو کیا رفلکس ایکشن کی تحریک میرے دادا کی قبر سے ہوتی ہے۔!" عمران لڑاکی بوڑھیوں کی طرح ہاتھ نچا کر بولا! دونوں بے ساختہ ہنس پڑیں۔!

"آپ دونوں بھی بہت جلد پاگل ہو جائیں گی۔ میں آپ کی آنکھوں میں پڑھ رہا ہوں۔!"

"اچھا فرائیڈ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔۔۔۔!" ثمینہ نے ہنسی میں بریک لگانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔!

"میں اُسے فراڈ سمجھتا ہوں۔۔۔۔! میں ثابت کر سکتا ہوں کہ لاشعور کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ میں اس کے سلسلے میں اپنی ذاتی تھیوری رکھتا ہوں! فرائیڈ جسے لاشعور کہتا ہے اُسے میں بطل الشعور کہتا ہوں۔۔۔ میں نفسیات پر اتھارٹی ہوں۔۔۔۔! کیا سمجھتی ہیں آپ۔!"

"بھلا بطل الشعور کے کیا معنے ہوئے۔!"

"کچھ دیر بعد آپ تربوز کے بھی معنی پوچھیں گی۔۔۔۔! لیکن میں کوئی ٹیلر ماسٹر نہیں ہوں کہ تربوز کے معنی بتانے بیٹھ جاؤں گا۔۔۔۔!"

"بھلا تربوز اور ٹیلر ماسٹر کا کیا تعلق۔۔۔۔!"

"میں آپ کے مرض کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔!" عمران مسکرایا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔!"

"مطلب یہ کہ آپ دونوں مسز فہمی سے جلتی ہیں۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔!

"کیوں بے تکی باتیں کر رہے ہیں۔!" عشرت یک بیک جھلا گئی۔!

"آپ اُن سے بُری طرح خار کھاتی ہیں۔۔۔۔! کیونکہ وہ ایران سے لائی گئی تھیں آپ کے خاندان کی نہیں ہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ آپ لوگ عنقریب انہیں بھی اُلو کا گوشت کھلا کر پاگل کر دیں گی۔!"

"اے زبان سنبھالئے۔۔۔۔!"

"نہیں سنبھالتا۔۔۔۔!" عمران پاگلوں کے سے انداز میں جھک کر ادھر اُدھر پتھر تلاش کرنے لگا اور وہ دونوں بھاگ کھڑی ہوئیں۔!

تھوڑی دیر بعد فیاض ملا جو عمران کو کھا جانے ہی کے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔!

"یار یہ کیا حماقتیں پھیلائی ہیں تم نے۔۔۔۔!" اس نے کہا۔!

"کیوں۔۔۔۔ اب کیا ہو گیا۔!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"عشرت اور ثمینہ نے شکایت کی ہے کہ تم ان پر پتھر لے کر دوڑے تھے۔!"

"کیوں نہ دوڑتا۔۔۔۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا میرے ماں باپ نے مجھے اسی لئے پیدا کیا تھا کہ دنیا جہان کی لڑکیاں مجھے چھیڑتی پھریں۔ بجلی گرے ان پر۔۔۔۔!"

"اے ہوش میں آؤ۔۔۔۔!" فیاض اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔ "تم نے ان پر الزام لگایا ہے کہ وہ مسز فہمی کی دشمن ہیں اور اسے بھی اُلو کا گوشت کھلا کر پاگل بنا دینا چاہتی ہیں۔!"

"میں نے آلو گوشت کہا تھا۔!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔! "وہ جھوٹی ہیں۔!"

"آخر ان حرکتوں سے کیا فائدہ۔۔۔۔! تم کیا کرنا چاہتے ہو۔!"

"اپنا مستقبل برباد کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔! تم کب دفع ہو رہے ہو یہاں سے۔!"

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"سوپر فیاض۔۔۔۔ مجھے دو آدمیوں کی ضرورت ہے۔!"

"یہاں کی پولیس تم سے ہر وقت تعاون کرے گی۔۔۔۔! کیونکہ تم سینٹرل آفس کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہے ہو۔۔۔۔! میں نے مقامی حکام کو اس کی اطلاع دے دی ہے۔!"

"گڈ۔۔۔۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔! "تم کب اپنا منہ کالا کر رہے ہو۔!"

"کیوں آخر تم مجھے بھگا دینے پر کیوں تُل گئے ہو۔!"

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں فہمی کی بیوی فارسی بھول کر لاطینی نہ بولنے لگے۔!"

"تمہیں شرم آنی چاہئے۔۔۔۔! تم کئی بار میری نیت پر شبہ کر چکے ہو۔!"

"خدا غارت کرے تمہیں اگر میں نے تمہاری نیت پر شبہ کیا ہو! میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ فہمی کی بیوی کو اگر کسی قسم کی غلط فہمی ہو گئی تو لوگ تمہیں فہیم اللہ اور مجھے فہیم الدین کہیں گے۔!"

"یار ختم بھی کرو یہ بکواس۔۔۔۔ تم پچھلی شام۔۔۔۔ ڈاکٹر طارق سے ملے تھے۔!"

"ہاں ملا تھا۔۔۔۔! اور ہم دیر تک ٹماٹر کی چٹنی کے فوائد پر غور کرتے رہے تھے۔ مگر سوپر فیاض یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ڈاکٹر اور فہمی کے تعلقات کس قسم کے تھے۔!"

"کیوں۔۔۔۔؟"

”ظاہر ہے کہ ہم محض کسی جان پہچان والے کا کام اس طرح نہیں لے سکتے یہ نجی قسم کے کام بہت ہی خاص تعلقات کی بناء پر ہوا کرتے ہیں....! مثلاً فہمی کے کارخانے میں تجوریوں کی مرمت نہیں ہوتی....! اس کے باوجود بھی فہمی نے ڈاکٹر کی تجوری لے لی تھی اور وہ خود ہی اس کی مرمت کرتا....!“

”تم کہنا کیا چاہتے ہو....!“

”ڈاکٹر کے رویہ سے نہیں ظاہر ہوتا کہ اُسے فہمی کے پاگل ہو جانے پر ذرہ برابر بھی افسوس ہو۔!“

”عمران صاحب یہ اُسکا مخصوص انداز ہے! شائد وہ اپنے باپ سے بھی اسی طرح پیش آتا ہو!“

”دوسری بات....! میں نے ابھی ابھی اُس سے فون پر گفتگو کر کے تجوری کو اٹھوا لینے کا مشورہ دیا تھا۔!“

”تم نے مشورہ دیا تھا....!“ فیاض نے حیرت سے کہا۔!

”عدیل بن کر....!“

”پھر کیا ہوا....!“

”اس نے بڑی لاپروائی سے کہا کہ فہمی کو اچھا ہو جانے دو....! تجوری اٹھوانے کی جلدی نہیں ہے! لیکن یاور کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ تجوری اٹھوا ہی لینے پر تُلا بیٹھا ہو۔!“

فیاض تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ”ڈاکٹر طارق طے شدہ قسم کا خطرناک آدمی ہے....! شکوہ آباد کی پولیس کو اس کے خلاف ذرہ برابر بھی ثبوت مل گیا تو وہ پھانسی کے تختے پر نظر آئے گا.... مگر یہ آدمی یاور.... یہ میری سمجھ میں نہیں آسکا....!“

”تمہاری سمجھ میں بیگم فہمی کے علاوہ اور کسی کو آنا بھی نہ چاہئے....! مگر اُس کی انگریزی اچھی نہیں ہے۔ اس لئے فارسی میں ہی گفتگو کیا کرو....! یہ فارسی زبان مجھے ایسی لگتی ہے جیسے کسی کو مار مار کر کچے شلجم چبانے پر مجبور کیا جا رہا ہو....!“

”کام کی بات کرو....! عمران تم نے اب تک کیا کیا۔!“

”اکھاڑے میں للکاروں گا طارق کو.... میں بھی فری اسٹائل کا ماہر ہوں....! ویسے کل شام کو تم کس وقت گھر پہنچ گئے تھے۔!“

”شائد آٹھ بجے....!“

”مسز فہمی موجود تھی اُس وقت....!“

”یار تم کیوں پیچھے پڑ گئے ہو اُس کے....!“

”اس بات کا جواب بہت ضروری ہے....!“

”میرا خیال ہے کہ وہ گھر پر موجود نہیں تھی....!“

”رہتے ہو نا آخر اس کے چکر میں۔!“ عمران بائیں آنکھ مار کر مسکرایا۔!

”کام کی بات کرو....! ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔!“ فیاض دانت پیس کر بولا۔

”آج اُس پر نظر رکھنا....!“

”میں آج چار بجے واپس چلا جاؤں گا....! تم خود ہی دیکھنا....!“

”اچھی بات ہے سوپر فیاض....!“ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

”ٹھہرو....! کیا تم نے پچھلی رات اُسے کسی قابلِ اعتراض جگہ دیکھا تھا۔!“

”میں نے اُسے ڈاکٹر طارق کی کمپاؤنڈ میں دیکھا تھا....! لیکن وہ مجھے نہیں دیکھ سکی تھی! میں واپس آ رہا تھا لیکن پھر مجھے وہاں اس وقت تک رکنا پڑا تھا۔ جب تک کہ وہ واپس نہیں آ گئی تھی! پھر میں اس کا تعاقب کرتا ہوا فہمی کی ورکشاپ تک گیا تھا۔!“

”وہ وہاں گئی تھی....!“ فیاض نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔!

”گئی تھی اور تقریباً پندرہ منٹ تک وہاں ٹھہری تھی پھر یاور اُسے پھاٹک تک چھوڑنے آیا تھا۔!“

”اوہو.... بھئی کس چکر میں پڑ گئے تم....! وقت نہ برباد کرو....! ہو سکتا ہے وہ تجوری والا قضیہ ختم کرنا چاہتی ہو۔!“

”اُسے کیا سروکار ان قضیوں سے....!“

”ہو سکتا ہے....!“ فیاض کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا....!

”کیوں....؟“

”میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا....!“ فیاض نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ ”لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اردو اچھی طرح بول اور سمجھ سکتی ہے۔!“

”ہاں لیکن....! ظاہر یہی کرتی ہے کہ وہ صرف انگریزی ہی میں اپنا مافی الضمیر واضح کر سکتی ہے! اردو بولنے کی کوشش کرتی ہے تو اُسے فارسی اور انگریزی کی بھی ریڑھ مارنی پڑتی ہے....

گڈ! یہ اچھی بات ہے کہ تم نے عورتوں کے حسن سے اتنا متاثر ہونا چھوڑ دیا ہے کہ ان کے متعلق کوئی صحیح رائے نہ قائم کر سکو۔۔۔۔!“

”فہمی کے پاگل پن کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو۔۔۔۔!“ فیاض نے پوچھا۔!

”فی الحال میں اُسے پاگل ہی سمجھنے پر مصر ہوں۔!“

”حقیقتاً نہیں سمجھتے۔۔۔!“ فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”میں ابھی تک اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔۔۔!“

”ہش۔۔۔۔!“ فیاض نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور عمران نے کنکھیوں سے دائیں جانب دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی۔ قدموں کی آوازیں اس نے بھی سن لی تھیں۔۔۔ آنے والی مسز فہمی تھی۔

”وہ اس وقت بہت شور مچا رہے ہیں ڈاکٹر۔۔۔۔!“ مسز فہمی نے کہا۔

”شور مچانے دیجئے۔“ عمران نے گردن جھٹک کر کہا۔! ”میں تو کہتا ہوں کہ اگر وہ دیوار سے سر ٹکرانا شروع کر دیں تو یہ اور بھی مفید ہوگا۔!“

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر اُس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا! ”آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!“

”میں ایک پاگل کا معالج ہوں محترمہ ہوش مندوں کی سمجھ میں میری باتیں نہیں آئیں گی!“

”آپ کا طریق علاج دنیا سے نرالا ہے۔۔۔۔ میں اس پر اعتماد نہیں کر سکتی۔۔۔۔!“

”مجھے ڈاکٹر پر اعتماد ہے۔۔۔۔ محترمہ۔۔۔۔!“ کیپٹن فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔!

”بکواس ہے۔۔۔۔!“ وہ حلق پھاڑ کر چیخی۔۔۔۔! ”میں اعتماد نہیں کر سکتی اب اس معاملے کو آگے بڑھاؤں گی۔۔۔۔!“

”مثلاً۔۔۔۔!“

”دیکھ لوگے۔۔۔۔ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔۔۔۔! کچھ لوگ فہمی کی جان لینا چاہتے ہیں۔!“

”میں پھر مثلاً ہی کہوں گا۔۔۔۔!“ فیاض مسکرایا۔

”اب میں ڈپٹی کمشنر ہی سے اس مسئلے پر گفتگو کروں گی۔۔۔۔!“

”اُس غریب کو تو معاف ہی رکھئے محترمہ۔۔۔۔!“ عمران نے کہا۔ ”اگر مجھے اس کا بھی علاج کرانا پڑا تو اسے پورے ضلع کی بدنصیبی کہیں گے۔!“

”میرے خدا۔۔۔۔!“ وہ اپنی پیشانی رگڑتی ہوئی بولی۔! ”میرا خیال ہے کہ ان چھتوں کے نیچے کسی کا بھی دماغ صحیح نہیں رہ گیا۔!“

* * *

ڈاکٹر طارق اُسے قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔! لیکن یاور کے انداز سے ایسی لاپرواہی ظاہر ہو رہی تھی جیسے وہ کسی کٹکھنے کتے کو زنجیروں سے جکڑ کر مطمئن ہو گیا ہو۔!

”یہ میرا کرم ہے کہ تم اس چھت کے نیچے سانس لے رہے ہو۔!“ ڈاکٹر غرایا۔

”کرم نہیں بلکہ ایک کمزوری کہو ڈاکٹر۔۔۔۔!“ یاور مسکرایا۔

”کمزوری۔۔۔۔! یہ تمہاری بھول ہے۔۔۔۔ اب تم کھل کر سامنے آئے ہو! اب تمہیں معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر طارق۔۔۔۔!“

”میں جانتا ہوں ڈاکٹر۔۔۔۔!“ یاور نے اُسے جملہ نہیں پورا کرنے دیا۔ ”تم بہت چالاک ہو! پولیس شبہ کرنے کے باوجود بھی آج تک تم پر ہاتھ نہیں ڈال سکی۔!“

”پھر تمہیں اس پہاڑ سے ٹکرانے کی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ لومڑیوں کی سی مکاری ڈاکٹر طارق کو ذہنی ہیجان میں مبتلا کر سکے گی۔!“

”نہیں تم ذہنی ہیجان میں نہیں مبتلا ہو سکتے! لیکن میں تمہارے لئے ڈائنامائیٹ ضرور رکھتا ہوں ڈاکٹر۔۔۔۔ تم عنقریب دیکھو گے۔۔۔۔!“

”ہاہا۔۔۔۔۔!“ ڈاکٹر کی ہنسی بھیانک تھی اس نے چند لمحے اُسے گھورتے رہنے کے بعد کہا۔

”ڈائنامائیٹ۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ تم جیسے نہ جانے کتنے حقیر کیڑے دن رات ڈاکٹر طارق کی موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔۔۔۔! تم زیادہ سے زیادہ کسی لومڑی کا رول ادا کر سکتے ہو۔۔۔۔ اور بس! وہ لومڑی ہی کا رول تھا کہ تم کیپٹن فیاض کی موجودگی میں تجوری کا تذکرہ لے بیٹھے تھے۔۔۔۔! مجھے سب کچھ معلوم ہے۔۔۔۔! تمہارے کسی ماتحت نے تمہیں فیکٹری ہی کے کسی حصے سے رنگ کر کے کوئی اطلاع دی تھی اور پھر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔۔۔۔! لیکن تم نے میرا نام لے کر تجوری کی بکواس شروع کر دی! فیاض پر ظاہر کر دیا کہ دوسری طرف سے بول رہا ہوں اور تم مجھ سے الجھ رہے ہو۔!“

”تم نے کوشش کی تھی کہ کیپٹن فیاض کی توجہ میری طرف بھی مبذول ہو جائے۔ کیونکہ پولیس پہلے ہی سے میرے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتی!۔۔۔۔ میں زہروں کا ماہر ہوں! لہٰذا فہمی

کو پاگل بنا دینا میرے بائیں ہاتھ کا کام ہوگا!"

"کیا یہ غلط ہے ڈاکٹر....!" یاور کے لہجے میں نشتر کی سی چبھن تھی!

"ہپ! کوشش کرو صحیح ثابت کرنے کی!" ڈاکٹر نے میز کی طرف اشارہ کر کے کہا! "وہ فون ہے اگر پولیس اسٹیشن کے نمبر یاد نہ ہوں تو میں بتاؤں!"

"سنو ڈاکٹر....! میرا نام بھی یاور ہے....! میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ تمہارے متعلق واضح ثبوت بہم پہنچائے بغیر کوئی کارروائی کر بیٹھوں....!"

"ابھی کچھ اور بھی کہنا ہے....!"

"خواہ مخواہ بات بڑھ گئی ڈاکٹر....!" یاور اچانک مسکرایا۔ "میں تو اس لئے آیا تھا کہ تم سے مسٹر فہمی کے متعلق گفتگو کروں....! ویسے میں اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکوں گا کہ تمہارے آدمی ہماری فیکٹری میں بھی موجود ہیں....! ورنہ ٹیلی فون والی بات تم تک کیسے پہنچتی....!"

طارق ٹہلتا ہوا دیوار کے قریب آیا.... وہ اس دوران میں ٹہلتا ہی رہا تھا....! یاور ایک صوفے میں دھنسا ہوا تھا۔!

ڈاکٹر جہاں رکا تھا دیوار پر ایک بڑے سوئچ بورڈ پر نصف درجن گھنٹیوں کے پش نظر آ رہے تھے! اُس نے ایک کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔!

دوسرے ہی لمحے میں بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم اور سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے جسم پر صرف ایک لنگوٹی سی تھی اور جسم کی بناوٹ کہہ رہی تھی کہ ڈاکٹر ہی کی طرح وہ بھی کوئی پیشہ ور مکا باز ہے!

"جوزف....!" ڈاکٹر نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔! "صاحب کو اٹھا کر باہر رکھ دو۔!"

یاور اچھل کر کھڑا ہو گیا! اور جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "میں جا رہا ہوں....! لیکن اسے یاد رکھنا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔!"

"تم نہیں جا سکتے....!" سیاہ فام جوزف مکا ہلا کر دہاڑا.... "باس کا حکم ہے کہ میں تمہیں اٹھا کر باہر رکھ دوں....!" وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف بڑھا۔

"پیچھے ہٹو۔!" یاور کی جیب سے ریوالور نکل آیا!

ڈاکٹر مسکرا رہا تھا۔! البتہ جوزف احمقانہ انداز میں منہ پھاڑ کر پیچھے ہٹ آیا۔ اور پھر اسی انداز

میں ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگا۔!

یاور دروازہ کھول کر باہر جا چکا تھا۔! دفعتاً جوزف دیوار سے سر ٹکرا کر دھاڑا۔ "اب میں کیا کروں... میرا خون جوش کھا رہا ہے۔ کیسے ٹھنڈا ہوگا... باس... باس... اب تم ہی سنبھل جاؤ۔"

"آؤ....!" ڈاکٹر نے کوٹ اتار کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔!

سیاہ فام جوزف اس وقت بالکل گوریلا معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے مکا تان کر ڈاکٹر پر چھلانگ لگائی۔ لیکن ڈاکٹر نے اس کا یہ حملہ بیکار کر دیا اور جب اس کا ہاتھ جوزف کی ٹھوڑی پر پڑا تو جوزف لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے چلا گیا۔! پھر ڈاکٹر نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ کھا کھا کر جوزف بُری طرح چیخ رہا تھا۔!

"ٹھنڈا... باس... ٹھنڈا ہو گیا...!" وہ ہانپتا ہوا کہنے لگا! "ٹھنڈا بس باس.... بس باس...!" ڈاکٹر کا آخری ہاتھ ایسا ہی تھا کہ جوزف منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔!

ڈاکٹر گنتی گننے لگا! جب وہ دس تک گن جانے کے باوجود بھی نہ اٹھا تو ڈاکٹر اس کے بائیں پہلو پر ہلکی سی ٹھوکر رسید کر کے بولا۔! "ناکڈ آؤٹ....!"

"ٹھن.... ٹھن.... ٹھن.... ٹھنڈا.... ہو.... گیا.... باس....!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں کہتا اور گھٹنوں کے بل چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔!

◆

عمران نے محسوس کیا کہ عدیل کی کوٹھی کی نگرانی کی جاتی ہے۔! دو آدمی قریب قریب ہر وقت کہیں نہ کہیں آس پاس ضرور موجود ہوتے تھے۔! لیکن وہ محکمہ سراغ رسانی کے ان آدمیوں میں سے نہیں ہو سکتے تھے جن کے لئے عمران نے فیاض سے کہا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اسی وقت ادھر کا رخ کرتے جب انہیں عمران کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت ملتی۔!

کیپٹن فیاض دارالحکومت واپس جا چکا تھا۔! عمران کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ان دونوں آدمیوں کے متعلق معلومات حاصل کر لے جو کم از کم چار چار گھنٹے بعد بدلتے رہتے تھے اور کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا تھا جب دو آدمی کوٹھی کی نگرانی کے لئے باہر موجود نہ ہوں! اس نے فون پر مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج سے رابطہ قائم کیا!

"ایجنٹ فرام سینٹرل..!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔! "کیپٹن فیاض کے حوالے سے۔!"

”جی ہاں....! فرمایئے....!“

”کوٹھی کے باہر دو آدمی موجود ہیں.... ہر وقت دو ہی موجود رہتے ہیں....! ویسے صورتیں بدلتی رہتی ہیں! میں ان کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں....!“

”اگر صورتیں بدلتی رہتی ہیں تو....!“

”آپ سمجھے نہیں....! ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ مختلف اوقات میں مختلف لوگ کوٹھی کی نگرانی کرتے ہیں۔ مجھے خصوصیت سے کسی ایک آدمی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کرنا، دیکھنا یہ ہے کہ وہ کہاں سے آتے ہیں....! اس کے لئے کم از کم تین مختلف ڈیوٹیوں کے آدمیوں کو چیک کرنا پڑے گا۔!“

”جی ہاں....! میں سمجھ گیا....! بہتر ہے آپ کو اطلاع دی جائے گی.... لیکن چونکہ تین مختلف ڈیوٹیوں کے آدمیوں کو چیک کرنا ہے اس لئے وقت کا تعین نہیں کیا جاسکتا....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔!

”میں خود ہی رنگ کر کے پوچھتا رہوں گا۔!“ عمران نے کہا۔ ”آپ نہ رنگ کیجئے گا۔!“

”بہت بہتر....!“

عمران نے سلسلہ منقطع کردیا۔!

مسز فہمی پچھلی جھڑپ کے بعد سے اب تک اس کے قریب نہیں آئی تھی....! اور وہ دونوں لڑکیاں عشرت اور ثمینہ تو اسے دور ہی سے دیکھ کر کترا جایا کرتی تھیں....!

عمران پاگل کے کمرے کے قریب پہنچ کر رک گیا.... دونوں کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اور اندر سے گنگنانے کی آواز آرہی تھی....! عمران نے کھڑکی کی سلاخیں تھام کر سلام داغنے کے بعد کہا! ”مجھے توقع ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔!“

فہمی خاموش ہوگیا....! تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت لیٹا رہا پھر آہستہ سے اٹھا اور کھڑکی کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔!

”میں پاگل نہیں ہوں....!“ اس نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔!

”پاگل تو میں ہوں....!“ عمران آنکھیں نکال کر بولا۔!

”تم کون ہو....! میں نے تمہیں پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا....!“ فہمی نے کہا۔

عمران مسکرایا اور بڑے مکارانہ انداز میں اپنی بائیں آنکھ دبا کر آہستہ سے بولا! ”میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا! اور پھر تمہاری مرمت ہوگی۔!“

”سچ سچ....!“ فہمی ہنس پڑا اور پھر سنجیدگی سے بولا! ”ہاں مرمت ضروری ہے۔! میرے سارے بریک خراب ہوگئے ہیں....! پسٹن خراب ہیں، جلد کاربن اکٹھی ہوجاتی ہے اُن میں۔!“

”اب کے بڑا مضبوط چابک لایا گیا ہے....!“ عمران آہستہ سے بولا اور پھر اس انداز میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے ان کی گفتگو سن لیئے جانے کا خدشہ ہو۔!

”میری ممتاز محل کہاں ہے....!“ فہمی نے بڑے دردناک آواز میں پوچھا۔

”آج کل تاج محل بنوانے کے ٹھیکے لیتی پھر رہی ہے۔! اسے بھول جاؤ۔ وہ بھی اب عشق سے زیادہ بزنس کرتی ہے۔!“

”تم جھوٹے ہو....!“ فہمی سلاخوں پر مکا مارتا ہوا دھاڑا....!

”تم جھوٹے کے پیش کار ہو.... نائب تحصیل دار ہو.... سربراہ کار ہو....وغیرہ وغیرہ!“ عمران بھی سلاخوں پر مکہ مار کر چیخا۔ پھر چیخم دھاڑ بڑھنے لگی اور جس وقت گھر کے دوسرے افراد وہاں پہنچے ہیں تو عمران پر بھی اچھی طرح پاگل پن کا دورہ پڑ چکا تھا۔!

وہ اچھل اچھل کر کتوں کی طرح بھونک رہا تھا اور دوسری طرف سے فہمی نے بھی کتوں ہی کی طرح غرانا شروع کردیا تھا۔!

”اے جناب.... اے.... جناب....!“ عدیل نے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا! عمران اس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا.... ویسے اب وہ مسز فہمی کی چنگھاڑیں بھی سن رہا تھا۔ شائد وہ بھی اس کے پیچھے ہی آرہی تھی۔!

”کیا ہو رہا ہے.... یہ کیا دیوانگی ہے....! میں سب سمجھتی ہوں....! تم سب مل کر اسے مار ڈالنا چاہتے ہو....! مجھے بھی پاگل بنادو گے۔ یہ کوئی طریقہ علاج ہے۔!“

عدیل عمران کو ایک کمرے میں لایا....! عمران اب خاموش تھا اور اس کے چہرے پر پھر وہی حماقت طاری ہوگئی تھی۔

”آپ یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں جناب....!“ عدیل نے غصیلے لہجہ میں کہا۔ ”کل آپ نے لڑکیوں پر پتھر اٹھایا تھا۔!“

”طریقہ علاج....!“ عمران نے اکڑ کر انگریزی میں جواب دیا....! اور پھر دفعتاً اس نے مسز فہمی کی آواز سنی۔

”یا تو یہ آدمی بھی پاگل ہے یا پھر یہ سازش....!“

”سازش کا نام مت لو....!“ عدیل اس پر الٹ پڑا.... ”کیا تم مجھے فقیر سمجھتی ہو کہ میں تمہارے دولت مند شوہر کے خلاف سازش کروں گا۔!“

”پھر مجھے سمجھایا جائے کہ یہ کیسا طریقہ علاج ہے....!“

”اسے سمجھنے کے لئے بہت بڑا دماغ چاہئے....!“ عمران نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔! ”بہت بڑا دماغ.... مثلاً ہاتھی کا دماغ....!“

”ختم کیجئے.... میں نہیں سمجھتا تھا کہ کیپٹن فیاض مجھ سے اس نازک موقع پر بھی مذاق کریں گے۔!“ عدیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”میں نے کیپٹن فیاض کی خوشامد تو نہیں کی تھی وہ میرے لئے کوئی مریض پیدا کریں۔!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔! ”پوچھئے ان محترمہ سے کہ میں اپنے فلیٹ میں بیٹھا ستار بجا رہا تھا اور ان لوگوں نے مجھے سانس لینے کا بھی موقع نہیں دیا تھا۔!“

”لیکن میں اب آپ سے معافی چاہتا ہوں.... جناب....! براہِ کرم آپ....!“

”میں خود ہی چلا جاؤں گا....!“ عمران مکا ہلا کر دہاڑا.... ”میری بڑی توہین ہو رہی ہے۔ میں مرض اور مریض دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں.... ہاں....! میرا سامان....!“

اور پھر عمران سچ مچ وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں مختصر سا ہولڈ ال تھا اور دوسرے میں سوٹ کیس....! پھاٹک سے باہر نکل کر اس نے سوٹ کیس اور ہولڈ ال زمین پر رکھ دیئے اور عمارت کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر چیخنے لگا۔!

”میں ہرجانے کا دعویٰ کروں گا تمہارے خلاف.... تم نے مفت میں میرا وقت برباد کرایا۔! تم سب جھوٹے اور دغا باز ہو۔!“

◆

ڈاکٹر طارق نے کمرے کی آخری کھڑکی بھی بند کر دی اور اس طرح ٹہلنے لگا جیسے وہ کسی کا منتظر ہو مگر ساری کھڑکیاں اور دروازے تو بند تھے....! یہی نہیں بلکہ ان پر پردے تک کھینچ

دیئے گئے تھے....! دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور ڈاکٹر نے ریسیور اٹھا لیا۔

”ہیلو.... یس....! آ جاؤ....!“ ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا اور ریسیور پھر کریڈل پر ڈال دیا....! تھوڑی دیر بعد مشرق کی جانب والی دیوار میں ایک دروازہ نما خلا پیدا ہو گئی۔ اس تبدیلی کے سلسلے میں ہلکی سی بھی آواز نہیں ہوئی تھی۔!

اسی خلا میں سے تین آدمی اندر آئے اور چپ چاپ ایک طرف کھڑے ہو گئے ان کا لباس میل سے چکنا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے وہ برسوں سے نہائے تک نہ ہوں گے۔!

ڈاکٹر نے ان کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔! ”کیا بات ہے....!“ ایک آدمی دو قدم آگے بڑھ آیا.. پہلے اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ ایک بار مڑ کر اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھے بغیر بولا ”ہم آسمان دیکھنا چاہتے ہیں، ڈاکٹر!“

”ہام.... اور تم دونوں....!“ ڈاکٹر کی آنکھیں کچھ اور زیادہ سرخ نظر آنے لگیں....! وہ دونوں صرف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئے مگر اس آدمی نے کہا۔!

”ہم تینوں....!“

”تمہارے نمبر....!“

”بائیس.... تیرہ.... گیارہ....!“

”بائیس....!“ ڈاکٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ”دو سال سے پہلے نہیں....! تیرہ.... ایک سال سات ماہ.... گیارہ... ایک سال سات ماہ....! میں پانچ سال سے کم کا معاہدہ نہیں کرتا۔!“

”خدا بہتر جانتا ہے کہ پانچ سال کے بعد نکلنے والے بھی کہاں پہنچتے ہوں گے....!“

”نمبر بائیس....!“ ڈاکٹر کا لہجہ خوں خوار تھا۔!

”یس ڈاکٹر....!“

”معاہدہ... معاہدہ ہے... کیا میں تمہیں بلانے گیا تھا! تم ہی آئے تھے، گڑگڑاتے ہوئے۔!“

”میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے صندوق میں پانچ سال گزارنے پڑیں گے۔!“

”تمہیں کیا تکلیف ہے۔!“

”میں کھلی ہوا میں سانس لینا چاہتا ہوں۔!“

”لیکن کھلی ہوا میں پہنچ کر تم سانس نہیں لے سکو گے....! تمہارے کئی ساتھی تم سے زیادہ

عقل مند ہیں جنہوں نے ساری زندگی اسی صندوق میں بسر کر دینے کا ارادہ کیا ہے....! وہ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر کی کہانی صندوق سے باہر نہیں جاسکتی....! تم لوگ دراصل احسان فراموش ہو۔ تم تینوں....! تمہارے لواحقین عیش کر رہے ہیں۔!

”لیکن ہم مردوں سے بدتر ہیں۔!“ نمبر بائیس نے کہا۔!

”قربانی دیئے بغیر تم اپنے لواحقین کو خوش نہیں رکھ سکتے۔!“ ڈاکٹر بولا۔!

”تمہیں خوشی ہونی چاہئے کہ وہ محض تمہاری بدولت ہم چشموں میں سر بلند ہیں۔!“

”ہم باہر جائیں گے....!“ نمبر بائیس ہسٹریائی انداز میں چیخا....!

”اچھی بات ہے جاؤ....!“ ڈاکٹر ٹہلتا ہوا سوئچ بورڈ کی طرف آیا اور ایک پش بٹن پر انگلی رکھ دی....! بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور سیاہ فام دیو ہیکل جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

”لیس باس....!“ وہ اپنے ہاتھ پھیلا کر تھوڑا سا جھکا۔!

”مشین نمبر بائیس کو چلانا ہے....!“ ڈاکٹر نے نمبر بائیس کی طرف اشارہ کیا! جوزف کے دانت نکل پڑے، بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے غیر متوقع طور پر کوئی خوش خبری ملی ہو....! دوسرے ہی لمحے میں وہ نمبر بائیس پر جھپٹ پڑا.... بقیہ دونوں آدمی کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے! نمبر بائیس کی چیخیں ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ کمرے میں گونجنے لگیں....! جوزف بندروں کی سی پھرتی کے ساتھ اس پر گھونسے برسا رہا تھا۔ اگر وہ گر جاتا تو خود ہی جھک کر اسے اٹھاتا اور ایک گھونسہ رسید کر دیتا۔!

ذرا ہی سی دیر میں نمبر بائیس بے حس و حرکت فرش پر پڑا ہوا نظر آیا اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔!

جوزف گھٹنوں پر ہاتھ ٹیک کر جھکا اور گنتی گننے لگا....!”ون، ٹو، تھری، فور، فائیو، سکس، سیون، ایٹ، نائین، ٹین....!“ اور پھر ایک ٹھوکر رسید کر کے بولا ”ناکڈ آوٹ....!“

”دوسری مشین باس....!“ اس نے سیدھے کھڑے ہو کر پوچھا۔!

”نہیں.... نہیں....!“ دونوں بیک وقت چیخے۔

”جاؤ....!“ ڈاکٹر خلا کی طرف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

وہ دونوں الٹے پاؤں کھسکنے لگے۔

”اسے بھی لے جاؤ....!“ اس نے بے ہوش آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اس کمرے میں تنہا تھا۔ اب کھڑکیاں اور دروازے بھی کھل گئے تھے۔! اس نے سوئچ بورڈ پر پھر کسی گھنٹی کا بٹن دبایا اور تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جو نرس کے لباس میں تھی اور خاصی دل کش لگ رہی تھی جسم متناسب اور صحت مند تھا۔!

”کیا ہر ہے....!“ ڈاکٹر نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

”احمق ڈاکٹر.... عدیل کی کوٹھی سے نکال دیا گیا.... اب وہ ہوٹل رونیک میں ٹھہرا ہوا ہے.... شاید وہ عدیل کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دے گا۔!“

ڈاکٹر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔!”بیٹھ جاؤ....اسے مرکزی محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض اپنے ساتھ لایا تھا۔! اس لئے تمہیں معلوم کرنا ہے کہ وہ حقیقتاً کون ہے....وہ مجھ سے بھی مل چکا ہے۔ لیکن میں اسے کسی قسم کا بھی معالج سمجھنے پر تیار نہیں ہوں۔!“

”صورت ہی سے گاؤدی معلوم ہوتا ہے....!“ لڑکی بولی۔

”تم اس کے برابر رونیک میں کمرہ حاصل کرنے کی کوشش کرو....! تمہیں بذاتِ خود اس پر نظر رکھنی ہے۔!“

”میں جانتی تھی کہ آپ اس کے برابر ہی کمرے کی ضرورت محسوس کریں گے....! لہٰذا میں نے پہلے ہی مخصوص کرا لیا ہے۔!“

”بس جاؤ....!“ ڈاکٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

نہ جانے کیوں لڑکی کا چہرہ بگڑ گیا....! شائد اُسے توقع تھی کہ ڈاکٹر اس کی اس دور اندیشی کو سراہے گا۔!

* * *

عمران نے ہوٹل رونیک پہنچ کر وہاں سامان تو رکھ دیا تھا لیکن پھر رات گئے تک اس کی واپسی نہیں ہو سکی تھی۔!

اس نے مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج کو پھر فون کیا....! لیکن اس سے تسلی بخش رپورٹ نہیں مل سکی....! آخر کار اُسے فیصلہ کرنا ہی پڑا کہ وہ اپنے آدمیوں کو وہاں طلب

کرے.... ! بلیک زیرو.... چوہان اور سارجنٹ نعمانی اس کام کے لئے منتخب کئے گئے....! اس نے بلیک زیرو کو بذریعہ تار ہدایات بھیج دیں....! بلیک زیرو کو محض اس لئے طلب کیا تھا کہ وہ شکوہ آباد میں ایکس ٹو کا رول ادا کرے....! عمران بقیہ دو ماتحتوں پر بھی یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ خود بھی ان ہی کی طرح ایکس ٹو کی طرف سے یہاں طلب کیا گیا ہے۔! چونکہ ان دنوں پھر جولیانا فٹز واٹر کو عمران میں ایکس ٹو کی جھلکیاں نظر آنے لگی تھیں اس لئے وہ بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔!

تقریباً گیارہ بجے وہ ہوٹیل رونیک واپس آیا....! اور کمرہ بند کر کے سونے کی تیاری کر رہی رہا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔!

"خواب آنے لگے۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا! "جاؤ بھئی ابھی میں سویا نہیں ہوں۔!"

"ارے.... اُف فوہ....!" باہر سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "شاید یہ اپنا کمرہ نہیں ہے۔!"

پھر قدموں کی چاپ سنائی دی اور سناٹا چھا گیا....! عمران اس طرح اپنا داہنا کان جھاڑ رہا تھا جیسے اس پر چیونٹیاں رینگ رہی ہوں۔!

ہو سکتا ہے کہ دوسری صبح کمرے سے باہر بے حد خوش گوار رہی ہو۔ لیکن کمرے میں تو....! عمران بستر کی بجائے فرش پر چت پڑا ہوا تھا اور اس کے سوٹ کیس کی ساری چیزیں اس کے گرد بکھری ہوئی تھیں....! وہ ابھی ابھی جاگا تھا اور اس کی آنکھیں تیزی سے گردش کرنے لگی تھیں اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنی نبض دیکھی اور خوش ہو کر بڑبڑایا۔ "نہیں نہیں....! زندہ ہی ہوں....!" پھر اٹھ بیٹھا.... سوٹ کیس خالی پڑا تھا۔

اس نے غور کیا تو کوئی چیز بھی غائب نہیں معلوم ہوئی تھی....! لہٰذا اب اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا تھا کہ یہ ابتری کس چیز کی تلاش میں پھیلائی گئی تھی! لیکن کیا کوئی ایسی چیز ہاتھ لگ سکی ہو گی! عمران کے پاس کوئی چیز تھی ہی نہیں....! جس سے اس کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔!

اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور فرش سے اٹھ گیا.... طبیعت بڑی مضمحل تھی جس کی وجہ بھی عمران سے پوشیدہ نہیں تھی... شاید اُسے کلوروفام یا ایسی ہی کسی دوسری چیز کے ذریعہ بیہوش کر دیا گیا تھا ورنہ مسہری سے فرش تک سفر کرتے وقت اس کی نیند ضرور ختم ہو گئی ہوتی۔

اچانک وہ فون کی طرف متوجہ ہوا اور ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں دہاڑنے لگا۔!

"ہلو.... ہلو....! کیوں نہ چیخوں....! تمہارا یہ ہوٹل چوروں اور لفنگوں کا اکھاڑا ہے۔ کوئی

پچھلی رات میرے کمرے میں گھسا تھا.... سارا سامان الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔! ارے تو کیا میں غلط کہہ رہا ہوں.... آؤ آؤ.... دیکھو گے کیا....؟ ضرور آؤ....!"

عمران ریسیور رکھ کر ہوٹل کے کسی ذمہ دار آدمی کا انتظار کرنے لگا۔! تھوڑی دیر بعد اسسٹنٹ منیجر کمرے میں آیا۔ سامان بدستور بکھرا پڑا تھا۔!

"نقدی بھی گئی ہے.... جناب....!" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اب میں اتنا گدھا بھی نہیں ہوں کہ نقدی ادھر اُدھر رکھتا پھروں....!" عمران نے کہا اور سلیپنگ پاجامہ کے نیفے سے سو سو کے کئی نوٹوں کا رول نکال کر اُسے دکھاتا ہوا بولا۔! "جان سے زیادہ عزیز چیزیں میں ہمیشہ نیفے ہی میں رکھتا ہوں۔!"

"پھر کیا چیز چوری ہو گئی ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ کچھ بھی نہیں۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ پھر یک بیک چونک کر بولا۔ "ارے ہاں رات میں مسہری پر سویا تھا اور صبح آنکھ کھلی تو فرش پر تھا۔!"

اسسٹنٹ منیجر معنی خیز انداز میں سر ہلا کر مسکرایا اور تھوڑے توقف کے ساتھ بولا۔ "جناب پچھلی رات آپ بہت زیادہ پی گئے تھے.... میں نے دیکھا تھا....! نشے کی حالت میں آپ نے ساری چیزیں نکال کر بکھیر دی تھیں اور خود فرش پر پڑ رہے تھے۔!"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔! "ہاں.... یہ میری بہت بُری عادت ہے کہ پیتا ہوں تو پیتا ہی چلا جاتا ہوں۔!"

"لہٰذا آپ کو خواہ مخواہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے.... کیا اب میں جا سکتا ہوں۔!"

"ضرور جائیے....!" عمران کے لہجہ میں غصے کی جھلک پائی جاتی تھی۔!

کچھ دیر بعد عمران خود بھی باہر نکلا اور کمرے کو مقفل کر کے زینوں کی طرف مڑا ہی تھا کہ کسی سے ٹکرا گیا۔!

"اندھے ہو کیا دیکھ کر نہیں چلتے....!" اس کے کانوں میں سیٹیاں بجیں اور اس نے سر اٹھا کر احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔!

لڑکی بڑی طرح دار تھی لیکن اس وقت تو گرج دار بھی ثابت ہوئی تھی۔ عمران نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے اور پھر بند کر لئے۔!

"دیکھ کر چلا کرو....!" لڑکی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔!

عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں سر کی جنبش سے اسے یقین دلایا کہ آئندہ ایسا ہی ہو گا۔! لڑکی آگے بڑھ گئی عمران نے مڑ کر دیکھا وہ اس کے برابر ہی والے کمرے کا قفل کھول رہی تھی۔ عمران زینوں کی طرف چل پڑا۔

ناشتہ اسے ڈائننگ ہال ہی میں کرنا تھا....! ناشتہ کر کے وہ وہیں بیٹھا رہ گیا۔ اسے توقع تھی کہ اس کے ماتحت رات ہی کے کسی حصے میں شکوہ آباد پہنچ گئے ہوں گے....!

خیال غلط نہیں نکلا.... تھوڑی ہی دیر بعد بلیک زیرو ڈائننگ ہال میں نظر آیا۔ وہ عمران سے دور ہی رہا ایک گوشے میں ایک میز سنبھالی اور پندرہ منٹ میں ناشتہ ختم ہو گیا اور بل ادا کر کے وہ اٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد عمران ہوٹل کے باہر سڑک پر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ لیکن بلیک زیرو نے ایک بار بھی مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا۔!

پھر بلیک زیرو ایک ایسی دوکان میں داخل ہوا جس کے کاؤنٹر پر بہت بھیڑ تھی۔ عمران بھی وہاں پہنچا اور اس کے قریب ہی کھڑے ہو کر سیلز مین سے چیونگم کا پیکٹ طلب کیا....! بلیک زیرو نے بھی کچھ خریدا تھا اور دوکان سے نیچے آگیا تھا۔ اس بار عمران نے مڑ کر یہ بھی نہیں دیکھا کہ اب وہ کدھر جا رہا ہے۔!

تھوڑی دیر بعد پھر ہوٹل رونیک میں داخل ہوا.... دس پندرہ منٹ کاؤنٹر کلرک سے غپ لڑاتا رہا اور پھر اپنے کمرے میں چلا آیا۔!

بلیک زیرو کی رپورٹ اس کے کوٹ کی دائیں جیب میں موجود تھی، جو جنرل مرچنٹ کی دوکان پر چیونگم خریدتے وقت بلیک زیرو نے اس کی جیب میں ڈال دی تھی۔!

رپورٹ سے اسے ان تینوں کے جائے قیام کے متعلق معلوم ہو گیا اور فی الحال عمران اس سے زیادہ نہیں جانتا تھا۔ بلیک زیرو نے اپنے کسی دوست کے گھر قیام کیا تھا جہاں فون بھی تھا۔! چوہان اور نعمانی ان ہوٹلوں میں ٹھہرے تھے جہاں کیلئے انہیں بلیک زیرو کیطرف سے ہدایت ملی تھی۔!

عمران آرام کرسی میں نیم دراز چیونگم کچل رہا تھا....! اس کے ذہن میں بیک وقت کئی خیالات ایک دوسرے سے سر ٹکرا رہے تھے۔! اور ہر خیال کی پشت پر ایک شخصیت تھی....! پاگل فہمی اس کی بیوی....! فیکٹری کا منیجر یاور اور ڈاکٹر طارق....!

فہمی یا اس کی بیوی کے متعلق تو اس نے بعد میں سوچا تھا....! مشتبہ لوگوں میں سب سے پہلے یاور کی شخصیت سامنے آئی تھی اور اسے اسی وقت اس پر شبہ ہوا تھا جب اس نے فیکٹری میں طارق کی کال ریسیور کر کے کسی تجوری کا قضیہ چھیڑا تھا.... شبے کی وجہ وہ کال ہی بنی تھی کیونکہ عمران نے اس بکواس سے پہلے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز صاف سنی تھی۔ وہ بھی اسی میز پر تھا اور ٹیلی فون کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا....! سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد ہی یاور نے تجوری کے متعلق گفتگو کی تھی....! اس کا انداز بھی نیچرل نہیں تھا....! ایسا ہرگز نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کہہ رہا ہے دوسری طرف سے کہی جانے والی کسی بات کا جواب ہو گا۔!

بہر حال تجوری کا قضیہ کیوں چھیڑا گیا تھا اگر حقیقتاً وہاں کوئی ایسی متنازعہ تجوری موجود تھی! تو ڈاکٹر نے اسے فہمی کی صحت یابی سے پہلے واپس لینے سے انکار کیوں کر دیا تھا....! وہ لوگ کون تھے جنہوں نے فہمی کے جسم پر نیل ڈالے تھے....؟ اور اس کا مقصد کیا تھا....؟

دفعتاً دروازے پر کسی نے دستک دی اور عمران اس طرح چونک پڑا کہ اس کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نکل گئی.... اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا....! وہی لڑکی باہر موجود تھی جس نے کچھ دیر پہلے اُسے دیکھ کر چلنے کی تلقین کی تھی۔!

"فف.... فف.... فرمایئے۔!" عمران آنکھیں پھاڑ کر ہکلایا۔!

"میں معافی چاہتی ہوں....! کچھ دیر پہلے مجھے غصہ آگیا تھا.... بعد میں بڑا افسوس ہوا کہ میں نے آپ سے بُرے لہجے میں کیوں گفتگو کی تھی۔"

"ارے نہیں.... واہ! آپ کا لہجہ تو بڑا شاندار تھا.... یعنی کہ ونڈر فل.... یعنی کہ مجھے بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے ممی مجھے جھاڑ رہی ہوں....!" عمران نے خوش ہو کر کہا۔! "آیئے.... آیئے.... تشریف لایئے....!"

"ارے نہیں....! آپ کا وقت برباد ہو گا۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ وقت برباد ہوتا ہے....!"

لڑکی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی....! عمران کے چہرے پر نظر آنے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

"آج کل میرے ستارے ہی خراب ہیں۔!" عمران نے کہا۔! "اس شہر میں میری عزت دو

کوڑی کی ہو گئی ہے، لیکن میں یہاں کچھ دن ٹھہرنا چاہتا ہوں....! تشریف رکھئے....!“

وہ ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔! ”مجھے بے حد افسوس ہے اپنے رویے پر میں بھی اس شہر میں اجنبی ہوں... مجبوراً مجھے اس ہوٹل میں قیام کرنا پڑا ہے۔ ورنہ میں تو اپنے ایک بیمار دوست کو دیکھنے کے لئے داراب نگر سے یہاں آئی تھی اور مجھے اس دوست کے گھر ہی قیام کرنا چاہئے تھا۔!“

”پھر آپ ہوٹل میں کیوں ٹھہری ہیں....!“

”دوست کے گھر والوں کا رویہ مجھے پسند نہیں آیا تھا...! وہ مجھے نہ جانے کیا سمجھے تھے....! خصوصیت سے دوست کی بیوی جو ایک غیر ملکی عورت ہے اور اس بے چارے کا تو دماغ ہی خراب ہو گیا ہے ورنہ وہ اپنے گھر والوں کو بتلاتا کہ ہمارے تعلقات پُر خلوص دوستی سے آگے کبھی نہیں بڑھے تھے۔!“

عمران اپنا بایاں گال کھجانے لگا...! ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے کی رنگت بدلی تھی! اور پھر اپنی اصلی حالت پر آگئی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا! ”ایک پاگل ہی آدمی میری مصیبت کا باعث بھی بنا ہے۔!“

”وہ کیسے....!“ لڑکی نے پوچھا۔!

عمران نے فہمی کا تذکرہ کیا...! اور لڑکی متحیرانہ انداز میں بولی۔ ”بڑی عجیب بات ہے....! ہم دونوں بیک وقت ایک ہی آدمی کے سلسلے میں پریشانیاں اٹھا رہے ہیں۔! جی ہاں فہمی میرا دوست ہے۔! مگر آپ ذہنی امراض کے معالج ہیں۔!“ لڑکی کے لہجے میں پہلے سے بھی زیادہ حیرت تھی....!

”جی ہاں بد قسمتی سے میں ابنارمل سائیکولوجی کا ماہر ہوں....! اور نفسیاتی طریقوں سے دیوانگی کا علاج کرتا ہوں مگر آج تک خود میری دیوانگی کا علاج نہیں ہو سکا....!“

”آپ کی دیوانگی....!“

”جی ہاں میں اسے دیوانگی ہی سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی پولیس آفیسروں سے دوستی کرنے کا شائق ہو....! ایک پولیس آفیسر کی دوستی ہی نے مجھے رسوا کیا ہے...! وہ مجھے فہمی کے علاج کے لئے دارالحکومت سے لایا تھا....! پھر یہاں چھوڑ کر چلا گیا اور اب میں دھکے کھاتا پھر رہا ہوں.... اب سوچا ہے کہ عدیل کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی اور ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دوں....!“

”مجھے بڑی حیرت ہے کہ اُن لوگوں نے آپ کے ساتھ کیوں ایسا سلوک کیا....!“

”میں سب سمجھتا ہوں....!“ عمران میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا.... ”انہیں لوگوں نے اُسے پاگل بنایا ہے اور اب یہ چاہتے ہیں کہ وہ اُسی صورت میں مر جائے بیگم فہمی کا بھی یہی خیال ہے۔!“

”میں اُس عورت کے متعلق بھی کوئی اچھی رائے نہیں رکھتی!“ لڑکی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

”ہاں.... نکچڑھی ہے....! اگر اُسی نے میری مدد کی ہوتی تو میں فہمی کے پاگل پن کی وجہ ضرور معلوم کر لیتا۔!“

”مگر آپ وجہ معلوم کر کے کیا کرتے۔!“

”اوہ.... نفسیاتی طریقہ علاج ایسا ہی ہوتا ہے....! جب تک ہم مرض کی وجہ نہ معلوم کر لیں علاج ناممکن ہے۔ وہ کوئی ذہنی گرہ ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مرض کا ظہور ہوتا ہے اگر وہ گرہ کھل جائے تو مرض بھی غائب ہو سکتا ہے۔!“

”اچھا....! اگر اُس پر کوئی زہر آزمایا گیا ہو تو....!“ لڑکی نے کہا! ”بہتیرے زہر بھی تو ایسے ہوتے ہیں جن سے دماغ خراب کیا جا سکتا ہے....!“

”اگر یہ کسی زہر ہی کا معاملہ ہے تو میرے فرشتے بھی علاج نہ کر سکیں گے....!“ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”میرا خیال تھا ڈاکٹر صاحب....! ضروری نہیں کہ یہی اصلیت بھی ہو....! ویسے فہمی اپنی ایرانی بیوی کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔!“

”اوہو.... میرا بھی یہ ہی خیال ہے....! مگر کیا اُسے اس کے چال چلن پر شبہ تھا....!“

”جی ہاں.... چھ ماہ پہلے کی بات ہے اُس نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا کہ وہ اُسے اچھے کردار کی عورت نہیں سمجھتا.... اگر آپ ذہنی گرہ کی بات کرتے ہیں تو اس پاگل پن کی وجہ اس کی بیوی بھی ہو سکتی ہے۔!“

”جہنم میں جائیں سب....! مجھے تو ان کے خلاف کیس دائر کرنا ہے....!“ عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

”شکوہ آباد بڑی پر فضا جگہ ہے....!“ لڑکی نے موضوع بدل دیا....! ”اب آئی ہوں تو دو چار دن ٹھہروں گی۔!“

عمران کچھ نہ بولا.....! اور تھوڑی دیر بعد لڑکی چلی گئی۔ !وہ اس لڑکی کے متعلق تیزی سے سوچ رہا تھا۔!

تھوڑی دیر بعد کمرے سے نکل آیا اُسے فیاض کو ٹرنک کال کرنی تھی۔ اُسے بتانا تھا کہ وہ عدیل کی کوٹھی سے چلا آیا ہے اور اس نے ضرور تاً وہاں سے بے عزت ہو کر نکلنے کا ڈرامہ اسٹیج کیا تھا....! یہ حقیقت بھی تھی ورنہ وہ ایسی حرکتیں ہی نہ کرتا جن کی بناء پر اس طرح اُسے کوٹھی چھوڑنی پڑی تھی.... اب اُسے فکر تھی کہ فہمی کسی طرح پھر کوٹھی سے باہر نکل کر شہر کی سڑکوں پر آئے....! اور یہ چیز فیاض کی مدد کے بغیر ناممکن تھی۔ !لیکن فیاض کی پوزیشن وہاں کیا رہ گئی تھی ظاہر ہے کہ عدیل عمران کے معاملے میں فیاض سے خفا ہو گیا تھا۔ وہ پھر ڈائننگ ہال میں آیا۔ اُس نے ابھی تک آج کا اخبار نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں شکوہ آباد سے نکلنے والے کئی روزنامے موجود تھے۔

مگر اس نے اخبار اس لئے نہیں اٹھایا تھا کہ اس کی کھوپڑی ہوا میں اڑ جائے....! کھوپڑی ہوا میں اڑا دینے والی خبر پہلے ہی صفحہ پر موجود تھی....! اور یہ خبر بھی فہمی خاندان کے متعلق تھی۔ پچھلی رات تقریباً آٹھ بجے یاور اور عدیل فہمی کو نعیم آباد لے جا رہے تھے۔ سفر کار کے ذریعہ ہو رہا تھا۔ یہاں فہمی کے پاگل پن کے متعلق تفصیل تھی پھر لکھا گیا تھا کہ اُسے نعیم آباد کے پاگل خانے میں داخل کرانے کے لئے لے جایا جا رہا تھا اچانک شہر کے باہر کار روک لی گئی اور دس نقاب پوش فہمی کو زبردستی اٹھا لے گئے یاور اور عدیل کے سینوں پر ریوالور رکھ دیئے گئے تھے.... خبر میں یہ بھی تھا کہ عدیل نے پولیس کو ایک حیرت انگیز بیان دیا ہے جس کے مطابق کوئی نامعلوم آدمی پاگل فہمی میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا ہے پھر وہ قصہ بھی تھا جو اس سے پہلے ہی عمران کے علم میں آچکا تھا....! یعنی فہمی ایک بار تین دن کے لئے گھر سے غائب ہو گیا تھا اور پھر چوتھے دن شہر کی ایک سڑک پر بیہوش پڑا پایا گیا تھا۔!

عمران نے ایک طویل سانس لی اور اخبار کو موڑ کر کاؤنٹر پر ڈال دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شائد اب فہمی کی واپسی نہ ہو سکے....!

◆

اُسی شام کو عمران کی پڑوسی لڑکی پھر آٹکرائی اور اُس نے اُسے بتایا کہ وہ بھی فہمی کے متعلق

اخبار میں دیکھ چکی ہے۔!

"مجھے اُس سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "اس شہر میں ایک بھی ڈھنگ کا آدمی نہ مل سکا۔ آج وکیلوں نے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔!"

"اوہ.... تو کیا آپ نے کیس دائر کر دیا....!"

"کاش دائر ہو گیا ہوتا....!" عمران مٹھیاں بھینچ کر غصیلے لہجے میں بولا۔!

"کیوں کیا ہوا....!"

"وکلاء کہتے ہیں کہ ازالہ حیثیت عرفی کے دعوئی کے لئے دو گواہ ضروری ہیں جن کی موجودگی میں عدیل نے توہین کی ہو اور ہرجانے کے لئے کسی تحریری معاہدے کی ضرورت ہے، جو میرے اور عدیل کے درمیان علاج کے سلسلے میں ہوا ہو۔!"

"ہاں عدالت تو یقینی طور پر ثبوت مانگے گی....!" لڑکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔! "مگر یہاں ایک وکیل ہے میری جان پہچان کا جو گواہ بھی مہیا کر دے گا....! کیوں نا اُس سے بھی مل لیا جائے کم از کم ازالہ حیثیت عرفی کا کیس تو چل ہی جائے گا۔!"

"وکیل کہاں ملے گا... میں ضرور چلوں گا۔ کیا آپ میرے لئے یہ تکلیف گوارا کریں گی۔!"

"آٹھ بجے....!" لڑکی کلائی کی گھڑی دیکھتی ہوئی بولی "میں اُس کی عادت سے واقف ہوں وہ آٹھ بجے سے پہلے گھر نہیں پہنچتا....! مگر میں نہیں جانتی کہ آپ کا نام کیا ہے....!"

"علی عمران....! اکثر بے تکلف احباب ڈاکٹر ڈھمپ بھی کہتے ہیں۔!"

"میں صوفیہ ہوں....!" لڑکی مسکرائی....! "مگر اتفاق سے میری کوئی عرفیت نہیں ہے۔!"

عمران پلکیں جھپکائے بغیر اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُس کی نظریں ایسی ہی تھیں کہ لڑکی بوکھلا گئی اور ہکلا کر بولی۔ "یہ آپ اس طرح.... کک.... کیا دیکھ رہے ہیں....!"

"میں آپ کی آنکھوں میں دیوانگی کی جھلک دیکھ رہا ہوں.... محترمہ....!" عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا! لڑکی ہنس پڑی اور پھر عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا! "مگر آپ چار سال سے پہلے پاگل نہیں ہو سکیں گی....!"

"آپ ذہنی معالج ٹھہرے آپ کو تو ہر آدمی میں دیوانگی کی جھلکیاں نظر آتی ہوں گی۔!"

"آپ غلط نہیں کہہ رہیں....! اس وقت ساری دنیا دیوانگی کے سمندر کے ساحل پر کھڑی

ہے! بس ایک ہی قدم اُسے دیوانگی کے سمندر میں غرق کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر آٹھ بجے....!" لڑکی نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔!

عمران پھر اس کے متعلق سوچنے لگا تھا۔! اس کا ملنا اتفاقیہ بھی ہو سکتا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ کسی نے اُسے اُس کے پیچھے لگایا ہو۔ وکیل کا گھر اُس کے لئے جہنم بھی بن سکتا تھا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی وکیل ہی اس کے حلق سے اتنا قانون اتارتا کہ وہ بور ہو کر وہیں ختم ہو جاتا۔!"

فی الحال اُس کے ذہن میں کوئی پلان نہیں تھا....! اس لئے اس نے سوچا کہ اس لڑکی ہی کو اعتماد میں لے کر فہمی کے متعلق کچھ معلومات حاصل کی جائیں۔! فہمی کے غائب ہو جانے کے بعد وہ لوگ بھی یقینی طور پر غائب ہوگئے ہوں گے۔ جو عدیل کی کوٹھی کی نگرانی کرتے رہتے تھے....! لے دے کر یاور سامنے رہ گیا تھا.... لیکن یاور کے ساتھ ہی ڈاکٹر طارق کا وجود بھی اُس کے ذہن میں اُبھر آتا تھا....! اُن دونوں کے درمیان کوئی چیز ضرور تھی....! اس کی چھٹی حس.... مجبور کر رہی تھی کہ وہ اُن دونوں کے درمیان رشتہ تلاش کرے۔! یاور تجوری کا قضیہ کیوں نکال بیٹھا تھا اور دوسری طرف ڈاکٹر طارق نے اس متنازعہ تجوری کی طرف سے بے توجہی کیوں ظاہر کی تھی۔! وہ سوچتا رہا....!

ٹھیک آٹھ بجے لڑکی نے دروازے پر دستک دی۔ عمران تیار ہی تھا۔ وہ ہوٹل سے باہر آئے ایک ٹیکسی کی اور لڑکی نے پتہ نہیں کس اسٹریٹ کا پتہ ڈرائیور کو بتایا۔ عمران نہیں سن سکا تھا لیکن اس نے اُسے یہ نہیں پوچھا کہ وہ اُسے کہاں لے جانا چاہتی ہے۔!

ٹیکسی تقریباً پچیس منٹ تک چلتی رہی! ایک جگہ رک گئی.. وہ شہر ہی کے کسی حصے میں تھے۔

"اُتر آیئے.... ہم نامی گنج میں ہیں۔!" لڑکی نے ٹیکسی سے اترتے ہوئے کہا! "گلی میں ٹیکسی نہیں جاسکے گی راستہ خراب ہے۔!"

عمران نے کرایہ ادا کیا اور لڑکی قریب ہی کی ایک گلی میں مڑ گئی....! کچھ دور چلنے کے بعد وہ پھر رک گئے....!

"اوہ.... میرے خدا....!" لڑکی نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کر کے کہا۔! "یہاں تو کسی دوسرے کا بورڈ نظر آرہا ہے چھ ماہ پہلے تو انور صاحب یہیں رہتے تھے۔!"

"چھ ماہ میں تو خطِ استوا خطِ سرطان کو کراس کر سکتا ہے....!" عمران تشویش کن لہجے میں

بولا۔ "کبوتری کبوتر کو انڈے دینے پر مجبور کر سکتی ہے....! سورج شمال کی بجائے جنوب سے طلوع ہو سکتا ہے.... بہت کچھ ہو سکتا ہے چھ ماہ میں۔"

"اب معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کہاں گئے....!"

"خدا کرے بھٹنڈا یا سمہ سٹہ کے علاوہ کہیں بھی چلے گئے ہوں۔!"

"آپ کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہیں۔!" لڑکی جھنجھلا گئی۔!

"میں پاگل ہونے والا ہوں....! اگر یہ وکلاء ملتے ہیں تب بھی دماغ خراب ہوتا ہے نہیں ملتے تب بھی خراب ہی ہوتا ہے جیسے کسی شاعر صاحب نے فرمایا ہے۔!

تم سے ملنا خوشی کی بات سہی
تم سے مل کر اداس رہتا ہوں

"میں پتہ لگاتی ہوں....!" لڑکی آگے بڑھ گئی....! عمران وہیں کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ یہ ایک کافی کشادہ گلی تھی جہاں دو رویہ عمارتیں تھیں لیکن سڑک ایسی خراب تھی کہ ٹیکسی ڈرائیور وہاں ٹیکسی لانے پر کسی طرح بھی آمادہ نہ ہوتا۔ لڑکی جلد ہی واپس آگئی۔ اُس نے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک دوکان دار سے گفتگو کی تھی۔!

"وہ تو گئے یہاں سے انہوں نے اپنا ذاتی بنگلہ بنوالیا ہے۔!" لڑکی نے کہا۔!

"اللہ مبارک کرے....!"

"چلئے میں نے پتہ معلوم کرلیا ہے۔!"

گلی کے سامنے ہی انہیں ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی مل گئی اور سفر پھر شروع ہو گیا....! عمران کے چہرے پر حماقتوں کا وہی عالم تھا....! لیکن کیا وہ حقیقتاً اتنا ہی احمق تھا کہ ایک ایسی لڑکی اُسے نچاتی پھرتی جسے آج سے پہلے اس نے دیکھا بھی نہیں تھا....؟ کیا وہ غافل تھا....؟

لڑکی کوئی بھی رہی ہو....! اس بھاگ دوڑ کا کچھ بھی مقصد رہا ہو لیکن عمران کے ذہن میں تو صرف ایک ہی چیز تھی۔ ایک ہی خواہش.... کاش وہ مجرموں ہی کے ہتھے چڑھ جاتا۔ اس طرح اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتے رہنا مناسب نہیں تھا۔!

اُسے ہمیشہ وقت ہی پر سوجھتی تھی....! اس سے پہلے بھی کبھی کسی کیس میں اُس نے کسی خاص پلان کے تحت کام نہیں کیا تھا۔ اُس کے پلان تو عین اس وقت بنتے تھے جب زندگی اور

موت کے درمیان بال برابر بھی فاصلہ نہیں رہ جاتا تھا....!

وہ اس وقت بھی مطمئن تھا اور چیونگم کا ایک پیس اُسکے منہ میں ادھر اُدھر پھسلتا پھر رہا تھا۔

بہر حال وہ دیدہ دانستہ کسی جال میں پھنسنے جا رہا تھا۔!

کار شہر سے باہر نکل آئی لیکن عمران نے اُس سے یہ نہیں پوچھا کہ وکیل نے کس ویرانے میں بنگلہ بنوایا ہے....! لڑکی خود ہی بولی۔! "یہ سکون پسندی بھی ایک طرح کا خبط ہی ہے۔! انور صاحب اسی خبط میں ساری دنیا سے کٹ کر رہ گئے ہیں ویرانے میں بنگلہ تعمیر کرایا جائے۔!"

"مجھے خود بھی ویرانے میں بنگلہ تعمیر کرانے کا بے حد شوق ہے۔!" عمران بولا۔! "واہ سبحان اللہ وہیں تو الوؤں کی سی دلکش آوازیں سنی جا سکتی ہیں۔! میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس دن تک متواتر الو کی آواز سن لیں تو زندگی بھر ہسٹریا سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔!"

"کیوں کیا یہ بھی کوئی نفسیاتی نکتہ ہے....!"

"قطعی.... لاشعور اور اُلو میں ایک ٹیلی پیتھک قسم کا ربط پایا جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگوں کو پاگل بنانے کے لئے اُلو کا گوشت کیوں کھلایا جاتا....!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... بائیں موڑ لو....!" لڑکی نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے ڈرائیور کو ہدایت دی۔!

ٹیکسی پختہ سڑک سے ایک کچے راستے پر مڑ گئی تھی۔! راستہ خراب نہیں تھا....! دونوں جانب سرکنڈوں کی جھاڑیوں سے ڈھکے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے۔

کچھ دور چل کر ٹیکسی رک گئی۔ وہ ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے رکی تھی جس کے گرد شائد آموں کا ایک بہت بڑا باغ پھیلا ہوا تھا۔!

"کیا شاندار جگہ منتخب کی ہے.... انور نے....!" لڑکی ٹیکسی سے اترتی ہوئی بولی....! پھر ڈرائیور سے کہا "ہمیں واپس بھی چلنا ہے....!"

"اچھا ساب...." ٹیکسی والا.... ایک طرف ہٹتا ہوا بولا! عمران بھی نیچے اتر آیا تھا۔ وہ برآمدے میں آئے اور لڑکی نے دروازے پر دستک دی کچھ دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی "کون ہے۔"

"ہمیں انور صاحب سے ملنا ہے....!"

"تشریف رکھئے....! وہ ابھی نہیں آئے.... آہی رہے ہوں گے!" آواز کے ساتھ ہی

دروازہ کھلا....! عمران آگے بڑھا ہی تھا کہ لڑکی نے بازو پکڑ لیا۔

"ٹھہریئے.... وہ پردہ کرتی ہیں....! بیگم انور....!" اُس نے آہستہ سے کہا۔!

"آجایئے....!" وہ آواز نسبتاً دور کی تھی۔!

وہ کمرے میں داخل ہوئے....! یہاں کوئی بھی نہیں تھا....! کمرے میں معمولی قسم کا فرنیچر نظر آرہا تھا۔ عمران ایک آرام کرسی میں گر گیا۔! اُس کے چہرے سے قطعی نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اُسے کسی قسم کی تشویش ہے۔!

"اب دیکھئے کتنی دیر تک انتظار کرنا پڑتا ہے....!" لڑکی کھڑکی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا.... دفعتاً! وہ دروازہ تیز آواز کے ساتھ بند ہو گیا جس سے وہ کمرے میں داخل ہوئے تھے اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن لڑکی بدستور بیٹھی رہی۔ ویسے اُسے شائد عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر حیرت ضرور ہوئی تھی پھر مغربی جانب کا دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم سیاہ فام آدمی اندر داخل ہوا جس کے جسم پر صرف ایک جانگیا تھا۔ عمران نے اُس کے جسم کی بناوٹ سے اندازہ کر لیا کہ وہ کوئی کہنہ مشق قسم کا باکسر ہے۔!

"وکیل صاحب سے ملئے.... ڈاکٹر ڈھمپ....!" لڑکی مسکرائی۔

"خوب....!" عمران معنی خیز انداز میں سر ہلا کر مسکرایا۔! لیکن اُس کے چہرے پر نظر آنے والی حماقتوں میں ذرہ برابر بھی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔!

"اس وکیل کو تمہیں یہ بتانا ہے ڈاکٹر ڈھمپ کہ تم حقیقتاً کون ہو اور فہمی کے یہاں کیوں مقیم تھے۔!"

"میں اس وکیل کا بھی معقول علاج کر سکوں گا....!" عمران نے کہا۔

اس پر لڑکی ہنس پڑی اور پھر بولی۔! "میں جانتی ہوں کہ تم خالی ہاتھ ہو....! تمہارے پاس ریوالور نہیں ہے۔!"

"لاحول ولا قوۃ....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا! "یہاں ریوالور رکھتا ہی کون مردود.... غل غپاڑہ مچانے والی چیزوں سے مجھے اختلاج ہوتا ہے....!"

"جوزف اسے سنبھالو....!" لڑکی نے سفاکانہ لہجہ میں کہا اور ڈراؤنا نیگرو دانت نکال کر عمران کی طرف بڑھا۔! عمران کھسک کر دیوار سے جا لگا تھا۔! نیگرو بڑی تیزی سے اس کی طرف مڑا۔ اُس کا گھونسہ ایسا ہی تھا کہ ہاتھی کا جبڑہ بھی ہل کر رہ جاتا....! لیکن چیخ خود اُسی کے منہ سے نکلی تھی۔!

کیونکہ اس کا گھونسہ دیوار پر پڑا تھا اور عمران اُس سے تھوڑی دور کھڑا چیونگم کے پیکٹ سے چیونگم نکال رہا تھا۔!

تکلیف کی شدت میں نیگرو نے اس پر چھلانگ لگائی تاکہ دبوچ بیٹھے....! لیکن اس دوران میں عمران نے نہ صرف چیونگم کا پیس منہ میں ڈال لیا تھا بلکہ اس کا داہنا ہاتھ اس کی مرمت کے لئے بھی تیار ہو گیا تھا۔ اُس نے جھکائی دے کر اس کی زد سے نکلتے ہوئے بائیں کنپٹی پر ایک ہاتھ رسید کیا۔ نیگرو اُسے اناڑی سمجھ کر محتاط نہیں تھا....! اس لئے اس کے پیر اکھڑ گئے اور وہ اچھل کر لڑکی پر جا گرا لڑکی کی چیخ چھت پھاڑ دینے والی تھی! ساتھ ہی نیگرو بھی تکلیف سے کراہا تھا....! وہ اٹھ کر پھر عمران کی طرف جھپٹا....! اور لڑکی دروازہ کھول کر کسی نادر کو آواز دینے لگی۔! ادھر اس بار عمران نے نیگرو کی بائیں پسلی پر ٹھوکر رسید کی تھی اور وہ بلبلا کر پھر فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

دوسرے ہی لمحے میں ٹیکسی ڈرائیور کمرے میں داخل ہوا اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا فولادی رنچ تھا... وہ اُسے تولتا ہوا عمران پر جھپٹا... نیگرو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ڈرائیور کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ ڈال دیا پھر وہ اس کے سر سے بلند ہوتا چلا گیا اور اس بار نیگرو کے سر پر پہاڑ ہی ٹوٹ پڑا... عمران نے ڈرائیور کو اس پر پھینک مارا تھا۔

دو تیز قسم کے کراہوں سے کمرہ پھر گونج اٹھا ڈرائیور کا فولادی رنچ نیگرو کے سر پر پڑا تھا۔ اس کے بعد پھر وہ اٹھ ہی نہیں سکا....! ڈرائیور نے دانت پیستے ہوئے سنبھلنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر جبڑوں میں جنبش کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہ گئی عمران کی بھرپور ٹھوکر منہ ہی پر پڑی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ دو چار دانت ہل بھی گئے ہوں۔!

پھر عمران نے چھلانگ لگائی اور لڑکی کے بال مٹھی میں جکڑ لئے....! جو نکل بھاگنے کی فکر میں تھی۔!

"چھوڑ دو....! مجھے چھوڑ دو....!" وہ ہسٹریائی انداز میں چیخی....! ٹھیک اسی وقت عمران نے کار کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور لڑکی کو چھوڑ کر باہر جھپٹا... مگر اب شائد اُس کے فرشتے بھی ٹیکسی کو نہ پا سکتے....وہ بڑی تیز رفتاری سے روانہ ہوئی تھی۔!

عمران پھر کمرے میں پلٹ آیا۔! لیکن اس بار لڑکی اُس پر بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹی....! اُس کے ہاتھ میں بیہوش ڈرائیور کا فولادی رنچ تھا۔!

"آہا....!" عمران اُس کے دونوں ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔! "کیا تم بھی وکیل صاحب اور منشی جی کے ساتھ آرام کرنا چاہتی ہو....! بیگم صاحبہ تو ٹیکسی بھی لے گئیں....ورنہ....!"

"چھوڑو.... مجھے.... چھوڑو.... مجھے....!" وہ پاگلوں کی طرح چیخی اور ہاتھ چھڑا لینے کے لئے جدوجہد کرتی رہی۔

"نکاح کر کے شریف آدمی چھوڑا نہیں کرتے.... اگر تمہیں کوئی شکایت ہے تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ....! ویسے مجھے یقین ہے کہ وکیل صاحب کی بیگم صاحبہ عدالت ہی مہیا فرمانے کے لئے تشریف لے گئی ہیں۔!"

"اُس نے اُسے ایک آرام کرسی میں دھکیل دیا....! اور بیہوش آدمیوں کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔! "وکیل صاحب اور منشی جی کے حلق سے تو میں نے کافی قانون اتار دیا ہے لہذا دو تین گھنٹے سے پہلے ان کا ہاضمہ نہیں درست ہو سکتا اب تم بتاؤ....!"

لڑکی ہانپتی اور پلکیں جھپکاتی رہی۔!

"میں تمہیں صرف دس منٹ دیتا ہوں۔!" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا! "اس حرکت کی پشت پر کون ہے....!"

"میں کچھ نہیں جانتی....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔! "مجھے تمہیں یہاں لانے کے لئے ایک آدمی نے پانچ صد روپے دیئے تھے۔!"

"اُس آدمی کا نام اور پتہ....!"

"میں نہیں جانتی....! وہ مجھے رونیک ہی میں ملا تھا۔!"

"مجھے عورتوں پر بھی رحم نہیں آتا....!" عمران کا لہجہ خون خوار تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ حماقت آمیز سنجیدگی کی نقاب چہرے سے سرک کر نہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔!

"بتاؤ....!" وہ پھر دہاڑا۔

"یاور....!" لڑکی کانپتی ہوئی بولی۔! "فہمی کی فیکٹری کا منیجر۔!"

"کھیل کیا ہے....!"

"میں نہیں جانتی....! اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی کہ مجھے تمہیں کرنا تھا کہ تم کون ہو....!"

”فہمی کہاں ہے....!“

”کسی فہمی سے بھی واقف نہیں ہوں....! مجھے صرف اس کا نام بتایا گیا تھا کہ اس کے حوالے سے تم سے گفتگو کروں.... میں کچھ نہیں جانتی.... خدا کے لئے مجھے پولیس کے حوالے نہ کرو.... اس کے علاوہ جو چاہو....!“

”پچھلی رات رونیک میں میرے سامان کی تلاشی کس نے لی تھی....!“

”میں اس کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتی۔!“

”اٹھو....!“ عمران اُس کے بال پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔!”میں یہ عمارت دیکھنا چاہتا ہوں۔!“

”وہ بائیں ہاتھ سے اُس کے بال پکڑے ہوئے تھا اور داہنے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔! اس طرح اس نے عمارت کا ایک ایک گوشہ دیکھا....! اسی دوران میں وہ اس حصے میں بھی پہنچے تھے جسے شائد گیراج کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا یہاں ایک موٹر سائیکل ہاتھ لگی جس کی ٹنکی پٹرول سے لبریز تھی اور مشین بھی آرڈر میں تھی۔!

عمران اتنی دیر میں پھر ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور اس کے چہرے پر پھر وہی حماقت آمیز سنجیدگی نظر آنے لگی تھی....! اُس نے سر ہلا کر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وکیل صاحب اور منشی جی کو یہیں عدالت کرنے دو.... اور ہم تم کہیں چل کر چاندنی میں شہد لگائیں۔!“

”میں نہیں سمجھی....!“

”ہنی مون....!“ عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا....! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو....! وہ سمجھی شائد تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔! اس لئے وہ بھی مسکرائی اور اس مسکراہٹ میں سپردگی کی جھلکیاں تھیں۔! مگر اُس وقت الجھن میں پڑ گئی جب عمران کو رسی کا ایک ٹکڑا سنبھالتے دیکھا۔

”فکر مت کرو....!“ عمران اس کی آنکھوں میں الجھن پڑھ کر بولا۔!”ہم ایک ہو کر چلیں گے....!“ اور پھر ایک ہو کر چلنے کا مطلب اس وقت لڑکی کی سمجھ میں آیا جب عمران اُسے موٹر سائیکل کے کیریئر پر بٹھا کر اُسے اور خود کو اسی رسی کے ٹکڑے سے جکڑ رہا تھا۔

”کیا کر رہے ہو....!“ اُس نے مردہ سی آواز میں کہا....!

”یہ بہت ضروری ہے.... جان پدر.... ورنہ اکثر شہد کی وجہ سے پھسل کر لوگ نیچے چلے جاتے ہیں اور کھوپڑی کا گودا چاند کی طرح دکنے لگتا ہے۔!“

موٹر سائیکل فراٹے بھرنے لگی۔

”اوہو....! یہ رسی تو کاٹے ڈالتی ہے....!“ لڑکی کراہی۔

”یہیں ادھر بھی ہے....!“ عمران نے بے بسی سے کہا۔!

”پولیس اسٹیشن لے جاؤ گے مجھے....!“ لڑکی نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

”ہیں اُفق کے پار.... جہاں ہم ستاروں کی سڑک پر کبڈی کھیلیں گے....!“

”میں شہر میں داخل ہوتے ہی چیخنا شروع کر دوں گی۔!“

”مشق یہیں سے شروع کر دو تو بہتر ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ شہر پہنچ کر تم اچھی طرح نہ چیخ سکو....! ویسے اگر تم سچی بات بتا دو تو شاید میں اُسی طرح تم پر بھی لعنت بھیج دوں جیسے اُن دونوں بھیج آیا ہوں....!“

”میں نے بالکل سچی بات بتائی ہے....!“

”ہرگز نہیں....! تم جھوٹی ہو....!“

”اچھی بات ہے تم مجھے پولیس اسٹیشن لے چلو۔ وہاں بھی میرے بیان میں تبدیلی نہیں ہو گی۔!“

”خوب تو مجھے یقین کر لینا چاہئے کہ تم ڈاکٹر طارق سے تعلق رکھتی ہو....!“

”میں کسی ڈاکٹر طارق کو نہیں جانتی....!“

”وہ جس کے اوپری ہونٹ پر ابابیل پر پھیلائے بیٹھی رہتی ہے۔!“

”تم سچ مچ پاگل بنائے دے رہے ہو....!“

”میں اب تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا....!“

موٹر سائیکل فراٹے بھرتی رہی....! عمران سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے شہر پہنچ کر شور مچانا شروع کر دیا تو وہ یقیناً کسی وقتی پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔! وہ سوچتا رہا اور پھر اُس نے موٹر سائیکل کی رفتار کم کر دی۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ اُس کے نامعلوم حمائتیوں سے بھی ملاقات ہو سکتی یونکہ کچھ دیر پہلے کوئی عورت اس عمارت سے فرار ہوئی تھی۔

اس نے موٹر سائیکل بائیں جانب ایک کچے راستے پر اتار دی....! لڑکی نے اس پر کچھ نہیں

کہا....! عمران کسی مناسب سی جگہ کی تلاش میں تھا۔! یہاں بھی چاروں طرف سر کنڈوں کی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ جن میں سانپ سرسراتے پھر رہے تھے۔ کئی ایک ہیڈ لیمپ کی روشنی میں راستے پر بھی نظر آئے تھے۔ شائد چار فرلانگ چلنے کے بعد ایک صاف ستھری جگہ نظر آئی جہاں ارہر کے خشک کنٹھوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے....! شاید کسی کا کھلیان تھا۔! عمران نے موٹر سائیکل روک دی....! اور رسی کی گرہ کھولنے لگا۔ لڑکی کیریئر سے اتر کر قریب ہی کھڑی ہو گئی۔

عمران نے ہیڈ لیمپ بجھا دیا....!

"توبہ....!" وہ کھنکھناتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "تم نے تو ڈرا دیا تھا مجھے....! میں سمجھی سچ مچ پولیس اسٹیشن لے جاؤ گے....!"

اور پھر اُس نے ایک طویل انگڑائی لی....! عمران اپنا نچلا ہونٹ چباتا رہا....! اندھیرے میں لڑکی کی شکل نہیں نظر آ رہی تھی۔!

"لڑکی....!" آخر کار وہ صاف اور سرد آواز میں بولا۔! "میں تمہیں موت سے بچانا چاہتا ہوں....! وہ شخص جس نے جوزف.... ہاں جوزف ہی نام لیا تھا تم نے.... کہنے کا مطلب یہ کہ جس نے جوزف جیسے خوں خوار نیگرو کو پال رکھا ہے یقیناً خطرناک آدمی ہو گا۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"اگر.... واقعی یاور نے تمہیں یونہی راہ چلتے پکڑ کر یہ کام تمہارے سپرد کر دیا تھا تو خیر کوئی بات نہیں۔ وہ بڑے مزے سے یہ کہہ کر نکل جائے گا کہ اُس نے پہلے کبھی تمہیں دیکھا تک نہیں! لیکن اگر کچھ لوگ تمہیں اُس کے ساتھ دیکھ چکے ہیں اور اُسے شبہ ہو گیا کہ ان کی شہادت پر اُس کی گردن پھنس جائے گی.... تو جانتی ہو تمہارا کیا حشر ہو گا....! تم نہیں اندازہ کر سکتیں....! اس پر غور کرو....! میں تمہیں پانچ منٹ دیتا ہوں۔!

وہ پھر موٹر سائیکل پر آ بیٹھا....! لڑکی وہیں کھڑی رہی۔

"میں کچھ بھی نہیں سمجھی....!" اُس نے تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم سب کچھ سمجھتی ہو لڑکی.... ٹیکسی ڈرائیور کے ٹوٹے ہوئے دانت اور حبشی کی اتری ہوئی کلائیاں اُسے پاگل کر دیں گی اور پھر اگر تم صحیح سالم حالت میں اُس کے سامنے پہنچ گئیں تو وہ آج رات کی کہانی عدالت تک ہرگز نہیں جانے دے گا.... وہ کوئی بھی ہو.... یاور.... یا ڈاکٹر

طارق.... اسے اچھی طرح سوچ لو۔!"

لڑکی کچھ نہ بولی....!

"سنو.... دیکھو....!" عمران پھر بولا! لیکن اچانک کسی طرف سے ایک فائر ہوا اور لڑکی چیخ مار کر منہ کے بل پیچھے چلی آئی۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اوپر کی کنٹھوں کے ڈھیر کے اوپر پھلانگ لگائی تھی ورنہ دوسرا فائر اُسے ہی چاٹ جاتا.... وہ ڈھیر پر سے لڑھکتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ "گھیرو.... ایک آواز سنائی دی اور چاروں طرف سے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔!

عمران زمین سے چپکا ہوا نشیب میں دوڑا جا رہا تھا۔! غنیمت یہی تھی کہ یہاں سرکنڈوں کی جھاڑیاں اُس کی راہ میں حائل نہیں تھیں۔!

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اب بھی سنی جا رہی تھیں لیکن "گھیرنے" والوں میں سے کسی نے بھی ٹارچ نہیں روشن کی تھی! ممکن ہے وہ بھی عمران کے معاملے میں کافی محتاط رہے ہوں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ عمران خالی ہاتھ ہے تو شاید انہوں نے نہ جانے کتنے الیکٹرک لیمپ روشن کر لئے ہوتے اور عمران کا جسم خون اُگلتے ہوئے سوراخوں کا ایک حیرت انگیز مجموعہ نظر آتا۔!

وہ کسی تیز رفتار لومڑی کی طرح گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل دوڑتا رہا۔ اب وہ کھیتوں میں نکل آیا تھا۔ اس لئے رفتار میں سستی پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ کیونکہ یہ کھیت ابھی حال ہی میں بوئے گئے تھے اور ان کی مٹی بہت نرم تھی۔! ہاتھ اور گھٹنے کئی کئی انچ دھنس رہے تھے۔ آخر ایک جگہ وہ چت لیٹ گیا! تاروں بھرا آسمان جماہیاں لے رہا تھا۔ عمران زور زور سے سانسیں لینے لگا۔ گھیرنے والوں کو بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا.... اور اُسے توقع تھی کہ احتیاطاً ٹارچ نہ روشن کرنے والے دیر تک اندھیرے میں سر نہیں ماریں گے۔

اُس نے جیب سے چیونگم نکالی اور منہ میں ڈال کر آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔!

* * *

تقریباً ساڑھے تین بجے وہ شہر پہنچا تھا اور اس نے مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج کو ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے مخاطب کرنے کی کوشش کی تھی۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد وہ اپنے گھر سے بولا۔ اگر عمران نے سینٹرل آفس کے ایجنٹ کا حوالہ نہ دیا ہوتا تو شائد رات کی ڈیوٹی والے

اُسے انچارج کے گھریلو فون کے نمبر تک نہ بتاتے....! عمران نے اُسے بتایا کہ کس طرح ایک لڑکی اُسے ایک ویران عمارت میں لے گئی تھی اور وہاں اُس نے دو آدمیوں کو زخمی کر دیا تھا۔! اُس نے انچارج کو عمارت کا پورا پتہ بتایا....! پھر اُس جگہ کی نشان دہی کی جہاں ارہر کا کھلیان تھا اور جہاں سے وہ ایک خوب صورت لڑکی کی لاش اٹھوا سکتا تھا....! انچارج کے لئے یہ خبر بھی غیر معمولی طور پر سنسنی خیز ثابت ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ عمران خود ہی اُس سے فوراً مل لے یا دو گھنٹے کے بعد دوبارہ فون کرے۔!

عمران نے اب اس وقت رونیک میں جانا مناسب نہیں سمجھا....! اس واقعے کے بعد اس کی دانست میں کھلی ہی ہوا میں رہنا صحت کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتا۔!

وہ ایک قریبی پارک میں چلا گیا....! وہاں بہت سے آدمی زمین پر پڑے سو رہے تھے....! بھی انہیں کے درمیان جا لیٹا....! اُسے کم از کم دو گھنٹے یہیں گذارنے تھے۔ انچارج سے دوبارہ گفتگو کئے بغیر وہ کہیں اور جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔!

لیکن اسے کیا کرتا کہ چیونگم کچلتے کچلتے اُسے مزے کی نیند آ گئی اور وہ گھوڑے بیچ کر گدھوں کی طرح اُس وقت تک سوتا ہی رہا جب تک کہ سورج کی تیز کرنوں نے اس کی آنکھوں میں مرچیں سی نہیں بھر دیں....! پھر وہ الوؤں کی طرح دیدے نچاتا ہوا جاگا.... تھوڑی دیر تک وہیں بیٹھا کھوپڑی سہلاتا رہا.... پھر اٹھ کر پارک سے باہر آیا۔ کچھ دیر بعد وہ ٹیلی فون بوتھ میں انچارج کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔

"ہیلو....! ایجنٹ سی آئی بی....!"

"سنو بیٹے....!" دوسری طرف سے غرائی ہوئی سی آواز آئی "تم کوئی لفنگے ہو تمہیں کہیں کسی طرح سی آئی بی کے ایجنٹ کا علم ہو گیا ہے اور تم خواہ مخواہ گندگی پھیلاتے پھر رہے ہو....! میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ سی آئی ڈی مذاق یہیں ختم کر دو.... اور اگر تم واقعی سی آئی بی کے ایجنٹ ہو تو فوراً مجھ سے مل لو....!"

"یقیناً تمہارا دماغ چل گیا ہے....!" عمران نے جھنجھلا کر کہا۔! "شائد تمہیں ان جگہوں پر کچھ بھی نہیں ملا۔!"

"نہیں تمہارے باوا کا کفن ملا ہے.... اور عنقریب تم بھی اُسی میں لپیٹ کر دفن کر دیئے جاؤ

گے....!" بہت زیادہ غصیلی آواز میں کہا گیا....! عمران پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ انچارج کو وہاں کچھ پانے میں ناکامی ہوئی ہے۔

"اچھی بات ہے....!" اُس نے مردہ سی آواز میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا.... اب اُسے صرف اپنے آدمیوں سے کام لینا تھا۔!

* * *

ڈاکٹر طارق پورے شکوہ آباد میں شیطان کی طرح مشہور تھا۔! کیوں مشہور تھا یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا....! عام آدمیوں کو تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ شکوہ آباد کا دوا سازی کا کارخانہ یکل لیبوریٹریز اسی کی ملکیت ہے۔! اس کے مطب میں مریض بھی نہیں ہوتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کے جان پہچان والوں میں سے کبھی کبھار کوئی مریض ادھر آ نکلتا ہو۔! اس کے باوجود بھی وہ ایک باقاعدہ قسم کی ڈسپنسری رکھتا تھا جس میں کئی خوب صورت نرسیں ملازم تھیں۔ لیکن انتہائی رنگین مزاج مریضوں کو بھی یہ کہتے سنا گیا تھا کہ ایسی حوروں کو دور سے ہی سلام جنہیں ملک الموت کی سرپرستی حاصل ہو....!

ڈاکٹر طارق کا ظاہر ایسا ہی تھا کہ لوگ اُسے معالج بنانا پسند نہیں کرتے تھے۔! اُس کے بڑے بڑے اور موٹی انگلیوں والے ہاتھ دیکھ کر ایک بار ایک بوڑھے پولیس آفیسر نے ازراہِ مذاق کہا تھا کہ ایسے ہاتھ تو صرف قاتلوں کے ہوتے ہیں۔!

"ثابت کرو....! اور پھانسی پر چڑھا دو....!" ڈاکٹر کا جواب تھا۔

آج تک کسی نے بھی اُسے مضطرب نہیں دیکھا۔ جنہیں اُسے قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا وہ اُسے "آہنی اعصاب" کا بنڈل کہتے تھے۔!

"لیکن آج کی رات اُس کے لئے کوئی گہری تشویش لائی تھی.... وہ اپنی اسٹڈی میں تنہا تھا! اور بار بار دیوار سے لگے ہوئے کلاک کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔!

اس کی آنکھیں اس وقت خون خوار نہیں تھیں بلکہ اُن میں اضطراب لہریں لے رہا تھا۔!

ٹھیک دس بجے فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے کوئی کچھ کہہ رہا تھا اور وہ صرف "ہوں.... ہوں....!" کرتا جا رہا تھا۔ اور اس کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ کبھی کبھی اس کی آنکھیں پھیل جاتیں اور وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر ایک لمبی

"ہوں....!" کہتا اور پھر اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوب جاتیں۔ گفتگو کا سلسلہ دس منٹ تک جاری رہا پھر ڈاکٹر نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اب وہ ہولے ہولے اپنی چڑھی ہوئی مونچھوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور اُس کی آنکھیں شعلہ بار ہوتی جا رہی تھیں۔!

اُس نے میز کی دراز سے ایک آٹو میٹک پستول نکال کر جیب میں ڈالا اور اسٹڈی سے باہر نکل آیا۔ اب وہ ایک طویل راہداری میں چل رہا تھا۔ سناٹے میں اس کے قدموں کی آوازیں.... عمارت میں دور دور تک پھیل رہی تھیں۔! وہ ایک کمرے میں داخل ہوا.... اور دروازے کے قریب لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی.... ایک گوشے میں ننگے فرش پر تھوڑی سی خلا ظاہر ہوئی اتنی ہی جس سے ایک آدمی بہ آسانی گزر سکتا تھا۔! دوسرے ہی لمحے میں وہ خلاء میں اتر رہا تھا۔ جیسے ہی اُس کا سر فرش کی سطح سے نیچے ہوا فرش پھر برابر ہو گیا۔

◆

عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے لیفٹیننٹ چوہان کے ہوٹل کے نمبر ڈائیل کئے تھے اور اب اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔!

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلو.... چوہان اسپیکنگ۔!"

"چوہان.... عمران ہم قافیہ ہیں....!" عمران بولا۔! "کیا خبر لائے ہو....!"

"عمارت میں انہیں کچھ بھی نہیں ملا تھا۔ بلکہ عمارت کی حالت تو ایسی تھی جیسے عرصے سے اُس میں کوئی داخل ہی نہ ہوا ہو.... کھلیان میں کہیں خون کا ہلکا سا دھبہ بھی نہیں ملا... البتہ موٹر سائیکل کے ٹائروں کے نشانات کہیں کہیں ملے تھے۔ موٹر سائیکل بھی نہیں ملی.... سی آئی ڈی آفس کا انچارج اُس آدمی کی تلاش میں ہے جس نے اُسے سوتے سے اٹھا کر پریشان کیا تھا۔!"

"وہ عمارت کس کی ملکیت ہے....!"

"سیٹھ ہاشم بھائی قاسم بھائی کی....! وہ لوگ تجوریوں کے سب سے بڑے ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز ہیں۔! مغربی ممالک سے تجوریاں درآمد کرتے ہیں اور یہاں کی بنی ہوئی تجوریاں مشرق وسطیٰ کے ممالک میں بھیجتے ہیں۔!"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ تجوریوں ہی کا کاروبار کرتے ہیں۔!"

"یار عمران صاحب... یقین نہ ہونے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے! کیا میں تمہاری طرح چھیڑ چھاڑ

کرتا پھرتا ہوں....!"

"میں اس وقت لڑکیوں کو چھیڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں.... ورنہ تمہیں بتاتا.... شب خوابی کا لباس نہ پہننا.... ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر بعد تمہیں ایکس ٹو سے کچھ احکامات ملیں۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا، وہ سوچ رہا تھا پھر وہی تجوریاں، ایک تجوری کا قصہ ڈاکٹر طارق کو سامنے لایا تھا.... اور اب چند حادثوں کے سلسلے میں تجوریوں کا ایکسپورٹ اور امپورٹ! مگر بات تو فہمی کے پاگل پن سے شروع ہوئی تھی! آخر کچھ لوگ اس پاگل میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں۔! اور اسے پسند نہیں کرتے کہ کیپٹن فیاض جیسے آدمی کی پہنچ فہمی خاندان میں ہو سکے یا اس کی وساطت سے کوئی ایسا آدمی فہمی کے قریب پہنچ سکے جسے وہ جانتے نہ ہوں....! عمران نے یہی سب کچھ سوچتے ہوئے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔!

◆

ڈاکٹر طارق کی چھوٹی سی فی ایٹ شہر کی ایک سنسان سڑک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔ ڈاکٹر کے ہونٹ ایک دوسرے پر سختی سے جمے ہوئے تھے۔!

فہمی کی آئرن فیکٹری والی سڑک پر پہنچ کر اس نے گاڑی ایک عمارت سے ملا کر کھڑی کر دی اور نیچے اتر کر کچھ دیر تک ادھر اُدھر دیکھتا رہا پھر پیدل ہی فیکٹری کی طرف چل پڑا۔

رات تاریک تھی اور اس سڑک پر آج اندھیرا تھا....! لائین فیوز ہو گئی تھی عمارتوں کی کھڑکیاں بھی زیادہ تر تاریک پڑی تھیں۔ کہیں کہیں کیروسین لیمپوں کی بسورتی ہوئی سی روشنی نظر آ جاتی۔!

وہ فیکٹری کی چہار دیواری کے نیچے رک گیا۔ یہاں تو بالکل ہی اندھیرا تھا۔! فیکٹری کی مشینوں کا شور بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔

فیکٹری کا تعلق بھی اُسی لائن سے تھا، جو فیوز ہو گئی تھی....! ڈاکٹر طارق دراصل اسی موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ اُسے کچھ دیر پہلے اطلاع ملی تھی کہ اس علاقے میں اندھیرا رہے اور بعض دشواریوں کی بناء پر تین چار گھنٹے سے پہلے لائن کی درستگی نہ ہو سکے گی۔

وہ تھوڑی دیر تک دیوار سے لگا کھڑا رہا پھر وہ سیاہ رنگ کی ریشمی جیکٹ نکالی جسے اب تک بغل میں دبائے رہا تھا.... دوسرے ہی لمحے میں وہ جیکٹ اس کے جسم پر تھی.... لیکن اب اُسے کوئی

بھی نہیں پہچان سکتا تھا، کیونکہ جیکٹ ہی سے ایک نقاب بھی اٹیچ تھی جس میں اُس کا پورا چہرہ چھپ گیا تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔ آستینوں میں دستانے فٹ تھے۔ وہ دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کمپاؤنڈ میں اتر گیا۔

یہاں بھی چاروں طرف سناٹا تھا... البتہ دوسری طرف سے رخصت ہوتے ہوئے مزدوروں کی ملی جلی آوازیں آ رہی تھیں... شاید منتظمین کو بھی علم ہو گیا تھا کہ انہیں دیر تک کام روکے رکھنا پڑے گا۔ اس لئے مزدوروں کو چھٹی دے دی گئی تھی۔!

ڈاکٹر طارق آدھے گھنٹے تک عمارت کی پشت پر بے حس و حرکت کھڑا رہا.... پھر مزدوروں کی آوازیں آنی بھی بند ہو گئیں۔!

ڈاکٹر طارق کے پیروں میں کینوس کے ربڑ سولڈ جوتے تھے لیکن اُس نے پائپ کے سہارے اوپر چڑھتے وقت اسے اتارنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ وہ کسی مشاق چور کی طرح بہ آسانی اوپر چڑھتا چلا گیا....!

پھر بے آواز تیسری منزل کی چھت پر اُترا یہ کھلی چھت تھی اور اُس کے گرد تین یا چار فٹ اونچی چہار دیواری تھی۔ یہ فیکٹری کا وہ حصہ تھا جہاں خام اور تیار مال کے گودام تھے۔ دوسری منزل پر دفتر اور رہائش کے لئے کمرے بنوائے گئے تھے۔ لیکن اب یہاں یاور ہی کی رہائش تھی۔ یاور نے دفتر نچلی ہی منزل پر رکھا تھا اور یہ کمرے اُس کے نجی استعمال میں تھے۔!

ڈاکٹر طارق کو یہاں صرف ایک کمرے کی کھڑکیوں میں کیروسین لیمپ کی دھندلی روشنی نظر آ رہی تھی اس کے علاوہ بقیہ تمام حصے تاریک تھے....! وہ ایک روشن کھڑکی سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں صرف دو آدمی تھے.... یاور اور فہمی۔ فہمی ایک اسٹول پر تنا ہوا بیٹھا تھا لیکن اس کے پیر اسٹول کے پایوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے لئے بہت ہی مضبوط قسم کی ریشمی ڈوری استعمال کی گئی تھی جو پنڈلیوں کے گوشت میں پیوست ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ آدھے دھڑ سے ننگا تھا۔ جسم پر صرف ایک جانگیا تھا۔

یاور اُسے خوں خوار نظروں سے گھورتا ہوا چمڑے کا چابک ہلانے لگا...!

دفعتاً اس نے اس کے شانے پر چابک رسید کرتے ہوئے کہا۔! ”تین بارہ تیئیس....!“

فہمی دانت پر دانت جمائے پلکیں جھپکاتا رہا اُس کے چہرے سے تکلیف کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

یاور نے چابک رسید کر کے کہا ”تین تیرہ تیئیس....!“

”ہی.... ہی.... ہی.... ہی.... “ فہمی ہنسا اور اس کے کہے ہوئے نمبر دہرائے۔

”چار.... ایک.... بارہ....!“ یاور نے پھر چابک رسید کیا۔

”آٹھ سات.... گپتاون....!“ فہمی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”گپتاون.... نہیں.... پھر سوچو....!“ یاور نے چابک رسید کر کے کہا اور میز کی طرف پلٹ پڑا.... یہاں اس نے کاغذ کے ایک شیٹ پر آٹھ اور سات کے ہندسے لکھے....! اور پھر فہمی کی طرف واپس آ کر بولا۔! ”گپتاون نہیں کچھ اور.... یاد کرو.... یاد کرو.... ورنہ میں تمہاری کھال کرا دوں گا....!“

”بمباسی.... نواسی.... بکواسی....!“ فہمی بڑبڑایا۔!

اس بار یاور نے چابک ایک طرف ڈال کر اُس کے منہ پر تھپڑ مارا اور دانت پیس کر بولا! ”فہمی تم پاگل نہیں ہو....! میرا دعویٰ ہے.... ڈاکٹر تمہیں پاگل نہیں بنا سکتا....! کبھی نہیں....! کیونکہ تم نے اُسے اپنے فن سے آگاہ نہیں کیا.... اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو اس نے تمہیں موت ہی کے گھاٹ اتار دیا ہوتا....! اُس کے اور میرے خوف سے تم نے یہی مناسب سمجھا کہ پاگل بن جاؤ.... مگر اب میں تمہاری ایک ایک بوٹی الگ کر دوں گا.... کیپٹن فیاض جیسے لوگ میری جیب میں پڑے رہتے ہیں....!“

فہمی بے تحاشہ ہنسنے لگا....! زور زور سے چیخنے لگا۔ اس بار یاور بھی مسکرا کر بولا۔! ”تمہاری آواز سن کر یہاں کوئی نہیں آئے گا سب جانتے ہیں کہ میں نشے کی حالت میں عموماً چیخنے چنگھاڑنے لگتا ہوں.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس وقت تمہیں یہاں ہرگز نہ لاتا....!“

دفعتاً ڈاکٹر طارق نے دروازے پر ٹھوکر ماری دروازہ اندر سے بولٹ نہیں تھا....! دونوں پاٹ کھل گئے اور یاور اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔!

ریوالور کی نال اُس کے سینے کی طرف تھی....!

”دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو....!“ ڈاکٹر نے کہا اور یاور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیوار سے جا لگا....!

”میں نے تو تمہیں پہچان لیا ہے....!“ اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا....!

"یہ نقاب تمہارے لئے نہیں ہے....!" ڈاکٹر کا لہجہ بہت سرد تھا....! اُس نے آگے بڑھ کر ریوالور کی نال اُس کے سینے پر رکھ دی اور اُس کی جیبیں ٹٹولنے لگا! لیکن اُس کی کسی جیب سے کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی جسے خطرناک سمجھ کر ڈاکٹر اپنے قبضہ میں کرتا۔!

یک بیک اُس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال کر یاور کا گریبان پکڑ لیا۔!

"بتاؤ تجوری کہاں ہے....!" وہ اُس کا گلا دباتا ہوا بولا....! اس پر یاور نے فہمی کا حوالہ دے کر ایک بڑی گندی سی بات کہی....! پھر وہ کسی بھٹیارے کے سے انداز میں گالیاں بکنے لگا۔! ڈاکٹر نے بائیں ہاتھ سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور یاور اُس سے لپٹ پڑا.... یہ ڈیڑھ آدمیوں کی لڑائی تھی....! ڈاکٹر بہت لمبا تڑنگا تھا اور یاور پستہ قد....! لیکن یاور کمزور بھی نہیں معلوم ہوتا تھا....! دونوں وحشیوں کی طرح لڑتے رہے.... لیکن اُن میں سے کوئی بھی دوسرے کو گرا نہ سکا....!

فہمی وحشیانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا....!

"فہمی:...! خاموش رہو....! میں جانتا ہوں کہ تمہارا قصور نہیں ہے....!" ڈاکٹر غرایا۔ "میں اس نمک حرام سے نپٹنے کے بعد تم سے بات کروں گا....!"

مگر یک بیک ڈاکٹر کا جسم ڈھیلا پڑنے لگا اور یاور اسے دیوار تک دھکیل لے گیا....! دیوار سے ٹک کر ڈاکٹر اس طرح جھومنے لگا تھا جیسے اب اُس پر غشی طاری ہو رہی ہو....! یاور جھک کر اس کی جیب سے ریوالور نکالنے لگا.... مگر پھر اُسے سیدھا کھڑا ہونا نصیب نہ ہوا کیونکہ دفعتاً ڈاکٹر اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے دبوچ بیٹھا تھا۔ یاور کی کھوپڑی زمین سے جالگی اور ڈاکٹر اچھل کر اس کی پشت پر سوار ہو گیا....!

"بتاؤ تجوری کہاں ہے....!" وہ دانت پیس کر اُس کی گردن پر زور صرف کرتا ہوا بولا....! "بتاؤ........! بتاؤ.... ورنہ پھر تمہارے حلق سے آواز نہ نکل سکے گی....!" فہمی کے قہقہے تیز ہوتے جا رہے تھے....!

"بتاتا ہوں... بت... تت... خاں... خر.... تیرہ ساگلی اسٹریٹ.... خر.... خائیں....!" پھر اس کے حلق سے کسی قسم کی بھی آواز نہ نکل سکی....! ڈاکٹر اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا....! فہمی اب بھی ہنسے جا رہا تھا۔

"فہمی خاموش رہو....! میں سمجھتا ہوں....! تم نے ہم دونوں کے خوف سے یہ ڈھونگ

رچایا تھا....! اب خاموش رہو....! فی الحال تمہیں یہیں ٹھہر کر اُن کی نگرانی کرنی پڑے گی....! میں ساگلی اسٹریٹ جا رہا ہوں....! تجوری پر قبضہ کرنے کے بعد یہیں واپس آؤں گا....!"

"نہیں تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے....!" دروازے کی طرف سے آواز آئی اور ڈاکٹر اچھل کر مڑا.... فہمی کا معالج پاگل ماہر نفسیات دروازے میں کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا....! اس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور کوئی نوکیلی چیز جیب سے ابھری ہوئی تھی....!

"اپنے ہاتھ اوپر ہی رکھو....! ڈاکٹر....! مجھے جیب سے فائر کرنے کی عادت ہے....! اور میں ایسا کوٹ جس کی جیب میں سوراخ ہو ریکارڈ کے طور پر رکھنے کا عادی ہوں....!" عمران کے لہجہ میں سفاکی تھی۔

ڈاکٹر کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے....! اُس کی پشت فہمی کی طرف تھی اور وہ اس طرح کھڑا تھا کہ فہمی اُس کے پیچھے چھپ کر رہ گیا تھا....!

"ساگلی اسٹریٹ کا انتظام ہو چکا ہے ڈاکٹر....!" عمران مسکرا کر بولا۔! "اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کیسا آدمی ہوں، جوزف کی اُتری ہوئی کلائیوں اور ڈرائیور کے ٹوٹے ہوئے دانتوں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہوگا....!"

"ٹھائیں....!" اچانک ایک فائر ہوا اور عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا....! فہمی نے ڈاکٹر کی جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر جھونک مارا تھا.... دوسرے ہی لمحے میں عمران کی لات ڈاکٹر کے پیٹ پر پڑی اور وہ فہمی پر جا پڑا.... پھر اسٹول بھی الٹ گیا....! دونوں اسٹول سمیت فرش پر ڈھیر ہو گئے.... ساتھ ہی عمران نے بھی اُن پر چھلانگ لگائی.... لیکن اس چھلانگ کا مقصد اس سے زیادہ نہیں تھا کہ وہ فہمی کے ہاتھ سے ریوالور چھین لے....! اس میں کامیاب ہو جانے پر وہ پھر انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ آیا.... ڈاکٹر نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی.... البتہ فہمی اسٹول میں بندھے ہونے کی وجہ سے فرش ہی پر پڑا لوٹ رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا....!

"ڈاکٹر....!" عمران مسکرا کر بولا....! "ریوالور اب آیا ہے میری جیب میں ورنہ یہ دیکھو....!" اُس نے جیب سے فاؤنٹین پن نکال کر اُسے دکھایا اور پھر آہستہ سے بولا۔! "مجھے شور مچانے والے اسلحے قطعی پسند نہیں ہیں....! اس لئے یہ ریوالور یہاں رکھ رہا ہوں....!"

اس نے ریوالور میز پر رکھ دیا....! چند لمحے ڈاکٹر کو دیکھتا رہا اور پھر بولا....! "میں واقعی

پاگلوں کی سی حرکت کر رہا ہوں.... لیکن میں نے سنا ہے کہ تمہیں اپنی مکے بازی پر بہت ناز ہے.... اور تم نے جوزف جیسے سرکش نیگرو کو ایک فائٹ ہی میں جیتا تھا.... لہٰذا یہ ریوالور تمہارا انعام ہوگا.... اگر مجھے نیچا دکھا سکو....!"

ڈاکٹر کا قہقہہ تلخ تھا۔ اُس نے کہا "نہیں میں تم سے یہ نہیں جیت سکتا.... ریوالور تم ہی اپنے پاس رکھو.... میری طرف سے تحفہ ہے اور اب میں جا رہا ہوں....!"

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے تجوری کا انتظام کر دیا ہے.... تم میرے آدمیوں سے پہلے ساگلی اسٹریٹ نہیں پہنچ سکو گے.... میرے ساتھ اس کمرے کے باہر دو آدمی تھے۔ جو یاور کی زبان سے تجوری کا پتہ نشان معلوم ہوتے ہی روانہ ہو گئے تھے....!"

"اوہ.... تب تو مجھے یہ ریوالور حاصل ہی کرنا پڑے گا....!" ڈاکٹر کی ہنسی زہریلی تھی.... یک بیک اُس نے عمران پر چھلانگ لگائی.... لیکن منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔ سنگ آرٹ کے مظاہرے کا اس سے بہتر وقت اور کونسا ہو سکتا تھا.... عمران دور کھڑا اُسے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کی غلطی سے ڈاکٹر فرش پر ڈھیر ہو گیا ہو.... ڈاکٹر پھر اٹھ گیا تھا۔

"اسی طرح تم جوزف سے بھی پیش آئے ہو گے....!" ڈاکٹر دانت پیس کر بولا.... "مجھ سے یہ لونڈیوں کی سی چلت پھرت نہیں چلے گی۔ اب کے بچنا....!"

اس بار ڈاکٹر نے بہت محتاط ہو کر حملہ کیا تھا.... بس یہی چیز اُسے لے ڈوبی....! ڈاکٹر سمجھا تھا اس بار بھی عمران صرف پینترہ بدل کر خود کو بچا لے جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا.... عمران کا داہنا ہاتھ اُس کی کنپٹی پر پڑا تھا....! ڈاکٹر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا....! ساتھ ہی عمران کو احساس ہوا کہ اس سے سو فیصدی حماقت سرزد ہوئی ہے....! اُس کا یہ ہاتھ ایسا تھا کہ لوگ اچھل کر دور گرا کرتے تھے.... لیکن ڈاکٹر صرف چند قدم پیچھے ہٹنا ہی کہا جا سکتا تھا....! پیروں میں لڑکھڑاہٹ نہیں تھی....! دوسری بار وہ کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا.... عمران نے کوشش کی تھی کہ اس کی گرفت میں نہ آسکے....! لیکن کامیابی نہ ہوئی.... وہ باقاعدہ طور پر عمران سے لپٹ پڑا تھا۔!

یقیناً وہ کسی ہاتھی ہی کی طرح مضبوط تھا....! عمران نے دل ہی دل میں اعتراف کیا....! پہلے ہی ریلے میں وہ اُسے دیوار تک دھکیل لے گیا تھا.... اور اب کوشش کر رہا تھا کہ اُسے دیوار

ہی سے رگڑ ڈالے.... عمران اُس سے قد میں چھوٹا پڑتا تھا....! وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کی پشت دیوار سے نہ لگنے پائے ورنہ ڈاکٹر سچ مچ اُسے رگڑ ڈالے گا....!

فہمی اب بھی ہنس رہا تھا....! چیخ رہا تھا.... دفعتاً عمران نے اچھل کر ڈاکٹر کی ناک پر اپنا سر دے مارا ڈاکٹر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی....! پسینہ بھی آ رہا تھا۔ عمران اُس کے ہاتھوں سے نکل گیا اور قبل اس کے ڈاکٹر سنبھل کر اُس کی طرف مڑتا اس کی بائیں کنپٹی پر پھر ایک بھرپور گھونسہ پڑا اس بار ڈاکٹر دیوار سے ٹکرا جانے سے نہیں بچ سکا تھا....! پھر تو عمران نے اُسے گھونسوں پر رکھ لیا۔! بے تحاشا پیٹتا رہا.... لیکن ڈاکٹر کے منہ سے ابھی تک ہلکی سی بھی آواز نہیں نکلی تھی....! وہ اس طرح پٹ رہا تھا جیسے گوشت و پوست کا جسم ہی نہ رکھتا ہو....!

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر غرایا....! "میں مرنے سے پہلے زمین پر نہیں گر سکتا....!" عمران نے اس کی تھوڑی پر مکا رسید کرتے ہوئے کہا! "اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تمہاری جان بندر ابن کے ایک ہاتھی میں ہے....!"

عمران اس پر مکے برسا رہا تھا....! لیکن اس سے بے خبر تھا کہ یاور ہوش میں آ گیا ہے.... وہ اٹھ بیٹھا تھا....! اور سب سے پہلے اُس کی نظر میز پر پڑے ہوئے ریوالور ہی پر پڑی تھی....! اُس نے جھپٹ کر ریوالور اٹھا لیا....! پھر قبل اس کے کہ عمران اُس کی طرف اچھی طرح متوجہ ہو سکتا....! اُس نے پے در پے دو فائر ڈاکٹر طارق پر جھونک مارے.... ڈاکٹر طارق سینے پر دونوں ہاتھ ٹیک کر دیوار سے ٹک گیا....!

"یاور.... یاور....!" دفعتاً فہمی چیخا....! "اسے بھی مارو....! یہ جاسوس ہے....!"

اتنی دیر میں عمران حالات کا مقابلہ کرنے کے پوری طرح تیار ہو چکا تھا....! یاور نے یکے بعد دیگرے چاروں راؤنڈ ختم کر دیئے... لیکن اس سے زیادہ عمران کا اور کچھ نہیں بگڑا کہ ایک بار سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے وقت اندازے کی غلطی کی بناء پر وہ اپنا سر دیوار سے ٹکرا بیٹھا تھا....!

"اب تم کہاں ہو گے مسٹر یاور....!" عمران نے اس پر جھپٹتے ہوئے کہا! یاور ایک بار پھر الٹ پڑا تھا....! جسم کی ساری سکت تو ڈاکٹر ہی سے لڑنے میں ضائع ہو گئی تھی....!

"میں گرنے سے پہلے نہیں مروں گا....!" دفعتاً ڈاکٹر دہاڑا اور اب تک دیوار ہی سے ٹکا ہوا تھا.... مگر اس آخری چیخ کے ساتھ ہی اُس کی آنکھیں بھیانک طور پر پھیل گئی تھیں....! پھر

دیکھتے دیکھتے وہ کسی وزنی شہتیر کی طرح فرش پر چلا آیا... اُس کا جسم ساکت تھا...!

فہمی پھر چیخا...!" یاور اسے مار ڈالو... ڈاکٹر مر گیا اب مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے...! اسے مار ڈالو... چالیس ایک باون...! اب مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے... ڈاکٹر مر گیا۔!"

"یاور بھی مرنے والا ہے پیارے...!" عمران نے ہنس کر کہا۔

یاور زمین سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا...! مگر اُسے ہر بار عمران کی ٹھوکر اس سے باز رکھتی تھی...! آخر کار اسے ایک بار پھر بیہوش ہو جانا پڑا... ریوالور اب بھی اُس کی مٹھی میں جکڑا ہوا تھا۔!

اب عمران نے فہمی کا اسٹول بھی سیدھا کر دیا...! لیکن اس کے پیر نہیں کھولے۔

"کیا خیال ہے مسٹر فہمی...!" اُس نے مسکرا کر کہا۔ "تم کسی بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ جس طرح ڈاکٹر طارق زمین پر گرنے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔ اسی طرح مجھے مارنے کے لئے تمہیں کوئی ایسا جانور تلاش کرنا پڑے گا...! جو شیر کا دھڑ رکھتا ہو اور لومڑی کا سر...!"

فہمی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور ہنستا ہی رہا...!

"نہیں چلے گی...!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔! "تم پاگل نہیں ہو...! مجھے پہلے بھی شبہ تھا...!"

◆

دوسری صبح عمران شکوہ آباد کے سی آئی ڈی آفس کے آپریشن روم میں اپنا بیان ریکارڈ کرا رہا تھا۔ یاور اور فہمی بھی وہیں موجود تھے... اور اُن کے قریب ایک تجوری بھی رکھی ہوئی تھی۔!

فہمی پھر پاگل بن گیا تھا...! رات بھی وہ صرف اُس وقت پاگل نہیں معلوم ہوا تھا جب یاور نے طارق پر فائر کئے تھے...!

جب عمران اپنا بیان ریکارڈ کرا چکا تو یاور نے ہتھ کڑیاں ہلا کر کہا! "یہ تجوری یہاں کیوں لائی گئی ہے...! اس میں کیا ہے...!"

"کیا یہ تمہارے مکان کے ایک تہ خانے سے نہیں برآمد ہوئی۔!" انچارج نے پوچھا۔!

"یہ میری ملکیت ہے... پھر...! میں نہیں سمجھ سکتا کہ ڈاکٹر کے قتل کے سلسلے میں

جوری یہاں کیوں منگوائی گئی ہے...!"

"یہ تجوری کیسے کھلے گی...!" انچارج نے گرج کر پوچھا۔!

"میں بتاتا ہوں...!" یاور نے آہستہ سے کہا۔! "اس میں ہندسوں کے امتزاج سے کھلنے والا قفل لگا ہوا ہے۔ تین تیرہ... اڑتالیس نمبروں کو ایک ہی قطار میں لائیے تجوری کھل جائے گی۔"

اس کے بیان کے مطابق نمبروں کے امتزاج سے تجوری کا پٹ کھل گیا لیکن اُس میں کچھ بھی نہیں تھا... کاغذ کی ایک چٹ بھی نہیں۔! انچارج نے عمران کی طرف دیکھا...

"چلو اسے جہنم میں جھونکو... ڈاکٹر کا قتل...!" عمران گردن جھٹک کر بولا۔

"وہ میری ہی چلائی ہوئی گولیوں کا شکار ہوا تھا...!" یاور نے کہا! "لیکن میں نے اپنی جان کی حفاظت کے خیال سے اس پر فائر کئے تھے...! وہ نقاب لگا کر مجھے لوٹنے آیا تھا...! اگر میں اُسے نہ مارتا تو وہی مجھے مار ڈالتا...!"

"تو یہ تجوری خالی ہے...!" عمران یاور کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"خود دیکھ لیجئے...! آپ بھی دو آنکھیں رکھتے ہیں...!" یاور نے لاپروائی سے کہا۔

"فہمی کو کچھ نامعلوم آدمی پکڑ لے گئے تھے پھر یہ تمہارے کمرے سے کیسے برآمد ہوا...!"

"میں نہیں جانتا فہمی صاحب کہاں تھے...! بس ڈاکٹر طارق کے آنے سے کچھ ہی دیر پہلے وہ بھی آئے تھے اور مجھ پر حملہ کیا تھا...! میں انہیں اسٹول سے باندھنے میں بدقت تمام کامیاب ہوا تھا۔! پھر اُن کے بڑے بھائی عدیل کو اطلاع دینے جا ہی رہا تھا کہ ڈاکٹر اپنا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپائے ہوئے آدھمکا تھا...! عدیل صاحب آپ کو بتائیں گے۔ یہ ایک بار پہلے بھی اچانک غائب ہو گئے اور تین دن بعد ایک سڑک پر بیہوش پائے گئے تھے...! ان کے جسم پر چابک کے نشانات تھے...! میں نہیں جانتا کہ اُن حرکتوں کی پشت پر کون اور کیوں تھا...!"

"تجوری کا قصہ جناب...!" دفعتاً انچارج نے عمران کو مخاطب کیا...! "اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے...!"

"اس میں بہت کچھ ہے...!" عمران معنی خیز انداز میں سر ہلاتا ہوا بولا! "صرف تین ہندسوں کو ایک لائن میں لایئے... اس میں سے بہت کچھ برآمد ہوگا... ہندسے نوٹ

کیجئے....! چالیس ایک باون....!"

"میں نے نہیں بتایا....!" دفعتاً فہمی یاور کی طرف دیکھ کر چیخا....!

"خاموش سور کے بچے....!" یاور دانت پیس کر بولا! عمران کا قہقہہ ان کی دہاڑوں سے بھی بلند تھا....! اب یاور بھی پاگل ہو گیا ہے.... فہمی کہتا ہے میں نے نہیں بتایا اور یاور کہتا ہے خاموش سور کے بچے....!

یاور عمران کو بھی گالیاں دینے لگا تھا....! ایک سادہ لباس والے نے اس کے منہ پر گھونسے مار مار کر اُسے خاموش کیا....! عمران تجوری کے قفل کے نمبروں کو گردش دے رہا تھا....! جیسے ہی چالیس.... ایک باون ایک لائن میں آئے تجوری کی پچھلی دیوار جھنجھناتی ہوئی فرش پر جا رہی اور نوٹوں کی گڈیاں دور تک بکھرتی چلی گئیں....! یہ انگلش کرنسی تھی....!

"لاکھوں پونڈ....!" عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

تجوری کی پچھلی دیوار دوہری تھی اور دونوں چادروں کے درمیان تقریباً چار انچ چوڑی خلا تھی اُسی خلا میں نوٹوں کی گڈیاں جمائی گئی تھیں۔!

یاور اور فہمی کے چہرے اس طرح زرد ہو گئے جیسے ان پر آن واحد میں یرقان کا شدید ترین حملہ ہوا ہو....!

◆

اسی شام کو کیپٹن فیاض ہوٹل رونیک کے ایک کمرے میں منہ لٹکائے بیٹھا تھا اور عمران اُسے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اور چھیڑے گا....!

"یار فیاض....!" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "مجھے تمہاری بدنصیبی پر رونا آتا ہے....! جب بھی تم اپنے کسی عزیز یا دوست کی کسی الجھن کے سلسلے میں مجھ سے مدد طلب کرتے ہو تو اتفاق سے وہ خود ہی اپنی الجھنوں کا باعث ثابت ہوتا ہے....! مجھے ڈر ہے کہ تم بھی کسی دن چرس فروشی کے الزام میں دھر لئے جاؤ گے....! اور یہ ثابت کرنے کے لئے مجھے ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑے گا کہ وہ چرس نہیں چانڈو تھی....!"

"بیکار بور مت کرو....! میں ابھی تک حالات سے لاعلم ہوں....! نہ عدیل سے ملا ہوں اور نہ مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج سے "کیا عدیل کے خلاف بھی جرم ثابت ہوا ہے۔!"

"نہیں.... وہ اصل حالات سے لاعلم تھا ورنہ تم سے رجوع کرنے کی ہمت نہ کرتا۔ فہمی کی بیوی بھی مجرمہ ثابت ہوئی۔ بہت دور سے کہانی شروع کرنی پڑے گی۔ دو سال قبل فہمی ایران گیا تھا....! وہاں اس لڑکی سے معاشقہ ہو گیا....! مگر معاشقہ کرایا گیا تھا....! اس کی پشت پر ڈاکٹر طارق اور ایران کا ایک تاجر تھا....! فہمی نے اس سے شادی کر لی....! اُس نے خود کو ڈاکٹر طارق کے ایک دوست کی لڑکی ظاہر کیا تھا اس لئے فہمی اور ڈاکٹر طارق کے درمیان ربط و ضبط بڑھ گیا۔ ڈاکٹر طارق سونے کی اسمگلنگ اور جعلی نوٹ سازی میں پہلے ہی سے ملوث تھا مگر وہ انگریزی پونڈ کے نوٹ چھاپتا تھا یہاں سے انہیں مشرق وسطیٰ بھیجتا تھا اور مشرق وسطیٰ سے اس کے عوض یہاں سونا آجاتا تھا.... اس سلسلے میں انہوں نے تجوریوں کی تجارت کو آڑ بنایا تھا....! دوہری دیواروں کی تجوریاں بنائی جاتی تھیں۔ اور ان کی خلا میں نوٹ بھر دیئے جاتے تھے اور پھر ان میں سے کچھ تجوریاں یہ کہہ کر مشرق وسطیٰ سے واپس کر دی جاتی تھیں کہ وہ ناقص ہیں اس واپسی کے سفر میں وہ چند تجوریاں سونا لاتی تھیں....! یہ ڈاکٹر واقعی بڑا خطرناک اور انتہائی درجہ چالاک آدمی تھا۔ ادھر حکومت کو دھوکا دے کر سونا درآمد کرتا تھا اور اُدھر مشرق وسطیٰ کے تاجروں کو الو بنا کر سونے کے عوض جعلی پونڈ دیتا تھا یہ نوٹ اتنی صفائی سے چھاپے جاتے تھے فیاض صاحب کہ اس وقت اربوں کی جعلی کرنسی ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے لیکن انگریزی کرنسی کے متعلق پچھلے دس سال سے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ کہیں جعلی کرنسی پکڑی گئی ہو۔!

"مگر فہمی کی فیکٹری میں تجوریاں تو نہیں بنتی تھیں....!" فیاض نے کہا۔!

"قطعی نہیں.... وہ تو صرف ہندسوں کے امتزاج سے کھلنے والے قفل کا ماہر تھا اور ایسی تجوریوں کا میکنزم سنبھالتا تھا جن میں نوٹ رکھے جانے والے ہوں۔ ایسی دو ایک تجوریاں علانیہ طور پر فہمی کے پاس بھجوائی جاتی تھیں اور وہ ان میں نوٹ رکھ کر ان کے میکنزم کو نمبروں کے امتزاج سے کھلنے والے قفلوں سے منسلک کر دیتا تھا....! تجوریاں تو سیٹھ ہاشم بھائی قاسم بھائی کی ہوتی تھیں....! وہ بھی گرفتار کر لیا گیا ہے....! ڈاکٹر اس گندے بزنس میں سب سے بڑا حصے دار تھا.... اللہ جانے کتنے آدمی اُس کے ہاتھوں سسک سسک کر مرے ہیں۔ اس کی کوٹھی کے نیچے ایک بہت بڑا کارخانہ ہے جس میں کئی مشینیں ہیں درجنوں آدمی وہاں کام کرتے تھے۔ اُن میں بعضے تو ایسے ہیں جنھوں نے دس سال سے سورج کی روشنی نہیں دیکھی....! انہیں دن رات

وہیں رہ کر نوٹ چھاپنے پڑتے تھے....! ڈاکٹر اُن کام کرنے والوں سے پانچ سال کا معاہدہ کرتا تھا اور انہیں تہہ خانے میں پہنچا دیتا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ انہیں کبھی آسمان دیکھنے دیتا.... تہہ خانے کی بات تہہ خانے سے باہر کیسے جا سکتی ہے.! وہ بیچارے خود ہی باہر جانے سے ڈرتے تھے۔ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے پانچ سال بعد باہر نکلنے کی خواہش ظاہر کی تو انہیں موت کی گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کام کی نوعیت تو انہیں اس وقت معلوم ہوتی تھی جب معاہدہ ہو جانے کے بعد وہ زبردستی تہہ خانے میں دھکیل دیئے جاتے تھے....! ورنہ پہلے تو ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک بہت بڑی تنخواہ پر بحرین بھیجے جائیں گے وہ لوگ اپنے گھر والوں سے پہلے تو خط و کتابت بھی کر سکتے تھے....! لیکن ان کے خطوط پہلے بحرین جاتے تھے اور پھر وہاں سے ڈاکٹر کا ایک ایجنٹ انہیں ان کے گھروں کے پتہ پر پوسٹ کر دیتا تھا۔! شائد ڈاکٹر کے مرجانے کے بعد بھی پولیس اُن تہہ خانے کے قیدیوں کے متعلق کچھ نہ جان سکتی اگر اس کا ایک ملازم نیگرو جوزف اس سلسلے میں رہنمائی نہ کرتا صرف اسے تہہ خانے والے بزنس کا علم تھا۔!"

یہاں عمران نے اُسے اُس مقتولہ لڑکی کی کہانی سنائی جو اُسے ایک ویرانے میں لے گئی تھی۔ اور اُسے وہاں ایک نیگرو سے نپٹنا پڑا تھا۔ جوزف کے بارے میں بتاتے ہوئے اس نے کہا! "جب ڈاکٹر کی کوٹھی کی تلاشی لی جا رہی تھی تو جوزف ایک کمرے میں مل گیا....! اس کی کلائیوں پر پلاسٹر چڑھا ہوا تھا....! وہ آسانی سے کچھ نہ اگلتا مگر میری شکل دیکھتے ہی اُسے احساس ہو گیا تھا کہ اب زبان بند رکھنا ناممکن ہو گا....! وہ سلطانی گواہ بن گیا ہے.... اس کیس کے اختتام پر میں اسے پالوں گا....!"

"فہمی....!" فیاض اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"آہا.... فہمی کی کہانی یوں ہے، اے درویش پنجم کہ یاور کو اس بزنس کا علم نہیں تھا....! تین چار ماہ پہلے اُسے شبہ ہوا اور وہ فہمی کی ٹوہ میں لگ گیا....! اور ایک رات اُسے تجوری میں نوٹ رکھتے بھی دیکھ لیا لیکن اسے یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ وہ تجوری کھلے گی کس طرح....! اُس نے فہمی کو دھمکایا کہ وہ پولیس کو اس کی اطلاع دے دے گا ورنہ وہ سارے نوٹ اس کے حوالے کر دے....! فہمی کے لئے ایک پریشان کن مرحلہ تھا....! کیونکہ وہ ڈاکٹر سے بے حد ڈرتا تھا ادھر اسے اس کا بھی خوف تھا کہ اگر پولیس کو علم ہو گیا تو اُسے ایک لمبی سزا کاٹنی پڑے گی۔ یاور نے تجوری پر قبضہ کر لیا تھا اور برابر دباؤ ڈالے جا رہا تھا کہ فہمی اُسے ان نمبروں کی ترتیب بتا دے جن سے تجوری کی پچھلی دیوار الگ ہو جاتی تھی۔! فہمی نے اس سے کہا کہ اگر اس نے تجوری پر قبضہ کر لیا تو خود فہمی کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ڈاکٹر اسے زندہ نہیں چھوڑے گا لہٰذا وہ کیوں نہ ڈاکٹر کو اس پر آمادہ کر لے کہ یاور کو بھی اس بزنس میں شریک کر لیا جائے۔ فہمی نے اسے کچھ اس طرح ہینڈل کیا کہ وہ اس پر تیار ہو گیا۔! مگر یاور نے دوسرے ہی دن فہمی کے پاگل ہو جانے کی خبر سنی۔! اُسے یقین ہو گیا کہ اس پاگل پن میں ڈاکٹر ہی کا ہاتھ ہے۔! لیکن قصہ حقیقتاً یہ تھا کہ فہمی ڈاکٹر سے اس کا ذکر چھیڑنے کی ہمت ہی نہیں رکھتا تھا....! وہ جانتا تھا کہ ڈاکٹر کبھی اس پر تیار نہ ہو گا کہ یاور کو بھی اس بزنس میں شریک کیا جائے.... فہمی تو اس مجبوری کی بناء پر شریک کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر کے پاس کوئی ماہر مکینک نہیں تھا۔ فہمی سمجھتا تھا کہ اگر ڈاکٹر کے کان میں اس واقعے کی بھنک بھی پڑ گئی تو وہ ان دونوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔! دوسری طرف تجوری تھی جس پر یاور نے قبضہ کر لیا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ فہمی وہ نمبر بتا دے جن سے قفل کھلتا تھا....! فہمی نے ایسی صورت میں یہی مناسب سمجھا کہ کچھ دنوں کے لئے پاگل بن جائے۔ اسطرح وہ ڈاکٹر کی طرف سے تجوری کے مطالبے اور یاور کیطرف سے نمبروں کی فرمائش سے پیچھا چھڑا سکتا تھا۔ پہلی بار ڈاکٹر نے اسے پکڑوا کر مرمت کرائی تھی.... اور دوسری بار یاور لے گیا تھا۔ لیکن کامیابی کسی کو بھی نہیں ہو سکی تھی نہ اُس نے ڈاکٹر کو یہ بتایا تھا کہ تجوری یاور کے قبضے میں ہے اور نہ یاور کو نمبروں کی ہوا لگنے دی تھی....! اُسی دوران میں یاور نے بھی ایک گروہ بنا کر ڈاکٹر کو بلیک میل کرنے کی ٹھان لی اُس دن ہماری موجودگی میں کسی تجوری کا تذکرہ چھیڑنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ پولیس ڈاکٹر سے کسی تجوری کے متعلق پوچھ گچھ کرے اور ڈاکٹر خوف زدہ ہو کر اُس کے مطالبات مان لے....! لیکن ڈاکٹر حقیقتاً فولادی اعصاب کا آدمی تھا....!" عمران نے خاموش ہو کر چیونگم کا پیس منہ میں ڈالا اور اُسے آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔!

"فہمی کی بیوی کہاں ہے....!" فیاض نے پوچھا۔

"حوالات میں.... اُس نے اعتراف کر لیا ہے کہ اس کا تعلق ایران کے ایک اسمگلر سے تھا اور اسی کے کہنے پر اس نے فہمی سے ملنا جلنا شروع کیا تھا....!"

"کچھ بھی ہو....! فہمی کے خاندان پر تباہی آگئی....! عدیل کی نیک نامی اس سے متاثر

ہوئے بغیر نہیں رہ سکی....!" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر تمہیں ایسے ہی دس پانچ خاندانوں کی چودھراہٹ سونپ دی جائے تو کیسی رہے گی۔!" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مت بور کرو یار.... مجھے بے حد افسوس ہے....! میں فہمی کو ایسا نہیں سمجھتا تھا....!"

"نہ جانے کتنے ایسے گذرے ہیں جنہیں تم ویسا ہی سمجھتے رہے تھے....!"

"پیارے فیاض.... تم ایسے ویسے کے چکر میں نہ پڑا کرو.... اگر تمہارا باپ بھی کوئی جرم کرے تو یہ قطعی بھول جاؤ کہ تم اس کے نطفے سے ہو.... تم قانون کے محافظ ہو پیارے....!"

"بکواس مت کرو...!" فیاض اٹھ گیا! تھوڑی دیر تک کھڑا عمران کو گھورتا رہا اور پھر بیٹھ گیا۔

عمران بے تعلقانہ انداز میں چیونگم کچلتا رہا....! دفعتاً فیاض نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! "مگر یہ آدمی یاور نوٹوں کے لئے سر مار رہا تھا.... ظاہر ہے کہ جعلی نوٹ اس کے لئے خطرناک ہی ہوتے.... میرا خیال ہے کہ لٹیرے بھی جعلی نوٹوں کے لئے اتنی جدوجہد نہ کر سکیں گے....!"

"یار فیاض تم روز بروز گھاس ہوتے جا رہے ہو.... ارے وہ انہیں جعلی نوٹ کب سمجھتا تھا.... کپتان صاحب اس کا علم تو فہمی کو بھی نہیں تھا کہ نوٹ جعلی ہوتے ہیں۔! تجوری والا سیٹھ بھی یہی سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر مقامی کرنسی کے عوض کہیں سے انگریزی پونڈ حاصل کرتا ہے اور وہ سو فیصدی اصلی ہوتے ہیں۔"

"ڈاکٹر کے اس پوشیدہ کارخانے کا علم جوزف کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔! اور جوزف اس کا ایک وفادار غلام تھا۔ جب تک کہ اس نے ڈاکٹر کی لاش اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لی تھی کارخانے کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بتایا تھا...!"

"اچھا....!" فیاض پھر اٹھ گیا۔ "اب میں چلوں گا....!"

وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا! "ٹھہرو....!" فیاض رک کر مڑا اور عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "اب کی اپنی بیگم صاحبہ کو ہنٹر والی بنا کر لانا.... اچھا.... آج کل مجھے فرصت ہی فرصت ہے....!"

فیاض نے انگریزی میں اسے ایک گندی سی گالی دی اور باہر نکل گیا۔!

ختم شد